قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

Checked
1987

CHECKED 1995

NOT TO BE ISSUED

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
ایکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو



بہ زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئیے

مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد
ہندوستانی ایکیڈیمی، یو - پی -
۱۹۳۱ ع

KITABISTAN
ALLAHABAD

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.
Allahabad.

FIRST EDITION

Price, Rs. 4.

٢٠٨٤٦
ح ١٧٠
۵ د

Printed by Dildar Ali
at the HINDUSTAN PRESS,
3, Prayag Street, Allahabad.

فہرست مضامین

پہلی تقریر

صفحہ

مذہب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

صفحہ

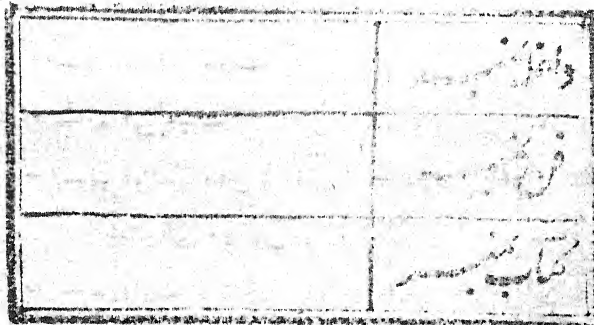
Checked 1987

صفحہ

تیسری تقریر

صفحہ

فہرست نقشہ جات



کتاب نمبر

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ہندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ہندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا ھے - اس ایکاڈیمی نے مجکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی ھے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ھوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ھے -

اس عہد میں ہندوستان نے مذہبی ، مجلسی اور سیاسی ، ہر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذہبی اعتبار سے تو اس دور کے ہندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودھ ، جین ، ہندو ، اور ان مذاہب کے صدھا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاہراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے ھی فرقے معدوم ھو گئے ، کتنوں ھي کا ظہور ھوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ھوا - ان مختلف مذاہب کی کشمکش ، ترقی ، یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ھے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ھوے جنھوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ' چھتریوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ' شمال میں بیس (هرش) پال ' سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آچکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکۃ الآرا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ' اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ' اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھہ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ' تجارت اور حرفت تینوں ہی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز ہے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ہندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ہندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ' مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ' لوہا ' کانچ ' ہاتھی دانت ' وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے ہندوستان اب سے زیادہ دولت مند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

ذہنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ' ناٹکوں ' افسانوں ' وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ' ریاضیات ' طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اہم اور مہتم بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ہے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں ہے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ہے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور محنت نہ صرف کر سکا -

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے - پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذھبوں، بودھہ، جین، اور هندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج اور زوال، اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات، رسم غلامی، طور طریق، آداب و اخلاق، اور نظام ورن آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے -

دوسری تقریر میں هندوستانی ادبیات، یعنی لغات، صرف و نحو، فلسفہ، ریاضیات، نجوم، طب، سیاسیات، مالیات، صنعت و حرفت، موسیقی، فن تصویر، وغیرہ مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے - تیسرے! حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت، دیہی پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات، نظام حرب، اور آئین انصاف وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے اور نیز اُس دور کی مالی حالت، زراعت، تجارت، حرفت، تجارتی راستے، مالی. فارغ البالی وغیرہ پر بھی رائے زنی کی گئی ہے - متذکرہ بالا مباحث میں ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علحدہ تصنیف کی ضرورت ہے - صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں ھی ھو سکتا ھے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب ھوتا ھے وہ بہت قلیل ھے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا ھو انگلیوں پر گنی جا سکتی ھیں - ممکن ھے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ھوں اور حوادث روزگار نے اُنھیں تلف کر دیا ھو - تاھم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ھے - انھیں کتابوں کا ھم یہاں مختصر ذکر کرتے ھیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ھون سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذھبی ' تمدنی ' سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھہ اندازہ ھو جاتا ھے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ھیں - اُس زمانہ کے سنسکرت ' پراکرت ' یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف ' ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم ھو جاتی ھیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ ولکیہ ' ھاریت ' وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی ھوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف "اے ہسٹری آف سویلزیشن اِن اینشنٹ انڈیا" (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ)' سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف "ویشنوازم' شیوازم اینڈ ادر مائنر رلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ویشنو اور شیو فرقے اور ہندوؤں کے ضمنی مذاہب اور خیالات)' ونے کمار سرکار کی تصنیف "دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور مظنے)' رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف "ہرش"' کے ایم پنی کار کی تصنیف "شری ہرش آف قنوج" سی وی وید کی کتاب "ہسٹری آف میڈیول انڈیا" (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ)' میکڈانل کی تصنیف "انڈیاز پاسٹ" (ہندوستان ماضی)' نریندرو ناتھہ لا کی تصنیف "اسٹڈیز اِن انڈین ہسٹری اینڈ کلچر" (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ)' ہربلاس ساردا کی تصنیف "ہندو سوپیریارٹی" (ہندوؤں کی فضیلت)' جان گریفتھہ کی کتاب "دی پینٹنگز آف ایجنٹا" (ایجنٹا کی تصاویر)' لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف "ایجنٹا فریسکوز"

این سی مہتا کی ،، اسٹڈیز ان انڈین پینٹنگ ،، ، ،، امپیریل گزٹیر آف انڈیا ،، پروفیسر میکڈانل اور کیتھہ کی تصنیف ،، ویدک انڈکس ،، اور آفریکٹ کی کتاب ،، کیٹالوگس کیٹا لوگرم ،، ایوٹ کی ،، ہسٹری آف انڈیا ،، میری تصنیف ،، بھارتیہ پراچین لپی مالا ،، (ہندوستان کا قدیم رسم الخط)، ،، سولنکیوں کی قدیم تاریخ ،، ،، راجپوتانہ کی تاریخ ،، ، ،، ناگری پرچارنی پترکا ،، اور ،، انڈین انٹیکویری ،، ،، ایپی گرافیا انڈیکا ،، وغیرہ رسالے خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

ہندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں -

---

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(ا) بودھہ مذہب

سنہ ٦٠٠ ع سے سنہ ١٢٠٠ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے : ویدک ، بودھہ اور جین - ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھہ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے - اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں -

بودھہ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں - گوشت خوری کا رواج بھی کثرت سے تھا - جینیوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا - شاک بنسی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے ، برہمن ، ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے - روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھہ دھرم کی اشاعت محض هندوستان تک محدود نہ رهی ' بلکہ هندوستان کے باهر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھہ گیا - بعد ازاں بودھہ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذهبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ' چین ' منچوریا ' منگولیا ' جاپان ' کوریا ' سیام ' برما اور سائبیریا کے گرغس. اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھہ دھرم کے عقائد

یہاں بودھہ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ هوگي - بودھہ دھرم کے مطابق زندگی مایۂ غم هے ' زندگي اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم - اسی تمنا ' اسی هوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ هو جاتا هے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک هو جاتی هے -

مہاتما بدھہ کے قول کے مطابق بودھہ دھرم وسطی راستہ هے ' یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رهنا چاهئے اور نہ فاقہ کشی ' شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاهئے - ان دونوں کے بیچ میں رهنا هی لازم هے - خیرالاموراوسطہا - دنیا اور اس کی سبھي چیزیں فانی

---

(۱) اشوک کے کتبے - اس کا پہلا کتبہ -

اور غم انگیز ہیں - جملہ تکالیف کا باعث جہالت ہے - ضبط نفس ہی کے ذریعہ روح کا نشو ہو سکتا ہے - حرص و ہوس اور جملہ خواہشات کو ترک کر دینے ہی سے تکالیف کا خاتمہ ہوتا ہے - اسی ترک خواہشات ہی کا نام نروان ہے - یہہ نروان زندگی میں بھی حاصل ہو سکتا ہے - انسان پنچ ارکان کا بنا ہوا ایک خاص قسم کا مجموعہ ہے جس میں طبیعات کا درجہ اولیٰ ہے - اپنی زبان میں اسی کو روح کہہ سکتے ہیں - یہی پانچ اسکندھوں کا مجموعہ اپنے فعلوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا ہوتا ہے - اسی کو تناسخ کہتے ہیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے حقیقی عنصر میں مضمر ہو جانا ہی مہانروان ہے -

بودھہ دھرم کی سب سے بڑی خصوصیت « اهنسا پرم دھرم » کا اصول ہے - کسی طرح کی هنسا کرنا گناہ عظیم ہے - لیکن کچھہ زمانہ کے بعد ہندوستان کے باہر کے بودھوں نے اس خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط اور سخاوت ہی اولیٰ قربانی ہے - بودھہ دھرم کی دوسری خصوصیت یہہ ہے کہ وہ خدا سے منکر ہے - عبادت الٰہی کے بغیر بھی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - تیسری خصوصیت یہہ ہے کہ وہ ہندو دھرم کی سب سے ممتاز صفت برن آشرم دھرم کو نہیں تسلیم کرتا - اس کی نگاہ میں سبھی انسان ' چاہے براهمن ہوں یا شودر ' یکساں طور پر اونچے سے اونچا رتبہ حاصل کر سکتے ہیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں ، کرم سے کیا جانا چاہئے - بودھوں کے تین رتن بدھ ، سنگھ اور دھرم مانے جاتے تھے -

بودھ دھرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہ مذہب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے - ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی ہوتے رہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے - چینی سیاح اِتسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اٹھارہ فرقے ہو چکے تھے ، بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع ہوا اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل ہو گئی تھی -

بودھ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقے کی ابتدا

ترقی پذیر ہندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پڑا - بہت سے بودھ بھکشوؤں نے ہندو دھرم کی کئی خصوصتیں قبول کر لیں - اس کا نتیجہ " مہایان مت " کی صورت میں کشن خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا - اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا -

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - بودھہ دھرم میں ایشور کی ہستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھہ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھہ کے بعد بودھہ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرھست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھہ میں آسکتا ہے اس لئے انھوں نے بھگتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھہ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - اتنا ھی نہیں، بودھی ستوؤں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھہ بھکشوؤں نے متاھل زندگی بسر کرتے ھوے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ — مہایان — پر ھندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھہ مثالیں نیچے دی جاتی ھیں :-

(۱) "ھین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں ھیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولیٰ مانا گیا ھے -

(۳) ہین یان فرقے میں بدھ معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن "مہایان" فرقے والوں نے بدھ کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی -

بھارت یا ہندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت ہوئی - انتہا ہی نہیں، بودھ فلسفہ پر ہندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا - زوال کی طرف جاتا ہوا بودھ دھرم ہندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رہا - ہندوؤں نے بدھ کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودھ عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذہبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا ہو گئی کہ بودھ اور ہندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل ہوئی - اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگ بودھ دھرم کو چھوڑ کر ہندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں - بودھ دھرم کا اہنسا کا اصول اگرچہ دلفریب تھا، پر قابل عمل نہ تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا ہی پڑتی تھی - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے - ہندو دھرم میں یہہ قیدیں نہ تھیں اور پھر جب بدھ کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھ کے معتقدوں کا رجحان بھی ہندو دھرم کی جانب ہو گیا - نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات باری کے وجود سے منکر رہنا مشکل تھا - اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا ہندوؤں کو بہت کھٹکتا تھا - کمارل

بہت اور کئی دیگر بودھ علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی - ان کی یہہ تحریک بہت طاقتور تھی اور اس کا اثر بھی جامع ہوا - کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظہور نے اس تحریک میں اور بھی قوت پیدا کر دی - "شنکر دگ بجے" (۱) میں کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کہلایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہہ ہے : "ویدوں سے منحرف بودھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا ہے، اسے میں مانتا ہوں" -

اسی طرح دیگر برہمن علما نے بھی ہندو دھرم کی تبلیغ میں بہت کوشش کی - ایک تو ہندو دھرم شاہی دھرم ہو گیا اس سے بودھ دھرم میں زوال آیا ہے - دوسرے خود بودھ دھرم میں نقائص پیدا ہو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے - فروعات میں بھی اختلاف پیدا ہوے جاتے تھے، اس کے علاوہ بودھ بھکشوؤں کی نمود و نمائش کی کثرت ہو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹھہ گیا - اب بودھ بھکشو ویسے متقی اور اصول پسند نہ تھے - ان میں بھی حکومت اور ثروت کی ہوس پیدا ہو گئی تھی - وہ مٹھوں اور بہاروں میں شان وشوکت سے رہنے لگے تھے، عوام کے درد و غم میں شریک ہونا انہوں نے ترک کر دیا تھا - ان وجوہ نے بودھ دھرم پر مہلک اثر ڈالا، حکومت کی اعانت پاکر بودھ دھرم جس سرعت سے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کا زوال شروع ہوا -

---

(۱) سنسکرت کی تصنیف ہے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان لئے گئے ہیں -

بودهه دهرم کے انحطاط کے تاریخي واقعات

موریه خاندان کے آخری راجه برهدرتهه کی وفات کے ساتهه هی بودهه دهرم کا انحطاط شروع هو چکا تها - برهدرتهه کو قتل کر کے اس کا سپه‌سالار پشیه متر جو شنگ خاندان سے تعلق رکهتا تها موریه سلطنت کا مالک بن بیتها - اس نے پهر ویدک دهرم کي اعانت میں دو اشو میدهه یگیه کئے - غالباً اس نے بودهوں پر سختیاں بهی کیں - بودهه تصانیف میں اس کا ذکر موجود هے - فی الواقع یهیں سے بودهه دهرم کا زوال شروع هوتا هے - اسی زمانه میں راجپوتانے کے راجه پاراشری پتر نے اشومیدهه یگیه کیا - علی هذا دکهن میں آندهر خاندان کے وید شری شات کرني کے زمانه میں اشومیدهه، راجسویه وغیر یگیه کئے گئے - گپت خاندان کے راجه سهدر گپت اور واکاتک خاندان والوں کے زمانه میں بهی اشو میدهه وغیره کئی یگیه هوے - اس کا ذکر ان کے زمانه کے کتبوں اور لوحوں میں موجود هے - اس طرح موریه سلطنت کے خاتمه سے ویدک دهرم کے عروج کے ساتهه ساتهه بودهه دهرم کا زوال هونے لگا پهر بتدریج اس کا زوال هوتا هي گیا - هیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم هوتا هے که اس کے زمانه یعنی ساتویں صدی کے پهلے نصف میں ویدک دهرم کے پیرؤوں کی تعداد بڑهنے اور بودهوں کي گهتنے لگی تهی - بان‌بهت نے لکها هے که تهانیشور کے ویش خاندان کے راجه پربهاکروردهن کے بڑے بیتے راج وردهن نے باپ کی وفات کے بعد شاهی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھہ بھکشو ہو جانے کی خواہش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ہرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا، مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نہ آئے - ہرش کو بودھہ دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاہی خاندان کے لوگ ہندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھہ دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنہ ۶۹۰) کے شیرگڈھہ (ریاست کوٹہ) کے ایک کتبے سے واضح ہوتا ہے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھہ مندر بنوایا تھا، جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بودھہ دھرم کا پیرو تھا - عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھہ اور بنگال کے سوا ہندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھہ دھرم فنا ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ہندو دھرم

جین دھرم بھی بودھہ دھرم سے کچھہ پہلے ہندوستان میں نمودار ہوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھہ کے قبل ہی ہو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :-

(۱) ویدک علم الهي هے -

(۲) ویدک دیوتاؤں ؛ اندر ؛ برن وغیرہ کي کوشش -

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -

(۴) چاروں برن یعنی برهمن ' کشتری ' ویش شودر کا نظام تمدن -

(۵) چاروں آشرم یعني برهمچریه ' گرهست ' بان پرست ' اور سنیاس کی تنظیم -

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -

(۷) تناسخ اور فلسفه کرم -

مہابیر اور بدهه دونوں هی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے - مگر بدهه نے صرف سنیاس آشرم هی پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ' اور بدهه نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجه نه کی - بودهه دهرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے ' اس لئے یہاں هم جین دهرم اور اس کی رفتار پر اجمالي نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتھنکر تھے - اُن کے قبل ۲۳ تیرتھنکر پیدا هوچکے تھے - ممکن هے یہه روایت بودهوں کے ۲۴ بدهوں کی روایت پر مبني هو ؛ یا بودهوں نے جینیوں سے لیا هو - مہابیر راجه سدهارتهه کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا هوئے - انهوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انھوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ' غیر ذی روح ' نجات ' عذاب ' ثواب ' ترک ' تزکیہ وغیرہ کے قائل ھیں - روح غیرفانی اور قدیم ھے - آتما ھی کرم کرتی ھے اور اس کا پھل بھوگتی ھے - مٹی ' پانی ' آگ ' ھوا ' اور نباتات یہہ سب ذی روح ھیں - زمانہ ' عادت ' تعین ' فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ھیں - انھیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ھے ' اسی سے دنیا کی تخلیق ھوتی ھے ' اور انھیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ھیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رھنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ھے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ھوتی ھے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ھیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ھے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوستھہ ہزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ھوکر اپنے گیان میں ظاھر و باطن کو دیکھتی ھوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ھے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ' ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ھے ' ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ھے اور دنیا کی تجدید ھوتی ھے - اس وقت

ایک پہاڑ پر ہر ایک جنس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے ہیں - انہیں سے پھر دنیا آباد ہوتی ہے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باہر ' ازلی ' آزاد مطلق ' غیر مجسم ' پاک ' مبدء مسرت ' روح ہی حقیقی مختار ہے ' اس سے جدا کوئی ایشور نہیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص ہی الوہیت کا درجہ پاتا ہے - خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھہ پانچ مہابرت (اہنسا ' راستی ' برہمچریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' ضبط ' طہارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد ہوتا ہے - رحم اور اہنسا جینیوں کے خاص دھرم ہیں ' وہ ویدوں کو نہیں مانتے - روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینوں میں بہت اہم سمجھے جاتے ہیں - کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش ہوتی ہے - کئی سادھوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بھی پائی جاتی ہیں (۱) -

بدھہ اور جین دھرم کا فرق

بودھہ اور جین دھرم میں اتنی یکسانیت ہے کہ اکثر مغربی علما کا خیال ہے کہ ان دونوں کا مخرج ایک ہی ہے اور بدھہ مہابیر کے شاگرد تھے ' پیچھے سے دونوں دھرم جدا ہو گئے - مگر واقعتاً یہہ خیال غلط ہے - دونوں دھرم علحدہ ہیں ' ہاں یہہ ممکن ہے کہ بدھہ نے جین دھرم کے کچھہ

---

(۱) ماخذ از آرٹ لائنس آف جینزم مصنفہ جگ مندرلال جینی ' ص ۷ - ۲۲ -

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں ' کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھ تپسیا کر رہے تھے ' ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعلیم کا اثر بدھہ پر پڑا ہو -

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں : (۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برھنہ رہتے ہیں - سویتامبر - سفید یا زرد کپڑے پہنتے ہیں - ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے - دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں ' سویتامبر قائل ہیں - دگمبر تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے ہیں پر سویتامبروں کی طرح پھول ' دھوپ اور زیورات سے نہیں - ان کا قول ہے تیرتھنکر علائق سے آزاد تھے ' اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ہے - یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھہ نہیں کہا جاسکتا -

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی - اس کے کئی وجوہ ہیں - بودھہ دھرم کے اصول آغاز میں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے - ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولبھی کے مذہبی جلسہ میں انہیں قلمبند کرایا - بودھ بھکشوؤں کی زندگی جین سادھوؤں کی زندگی سے زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی ، اس سے بھی لوگوں کا میلان بودھ دھرم کی طرف زیادہ ہوتا تھا - اس کے علاوہ جین دھرم کو وہ شاہی حمایت نہ ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ راجاؤں نے بودھ دھرم کی کی ، صرف کلنگ کے راجہ کھارویل نے جو سنہ عیسوی کی دوسری صدی کے قریب ہوا تھا جین دھرم کو قبول کر کے اس کی کچھ اعانت کی تھی ، انہیں وجوہ سے جین دھرم کی ترقی نہ ہو سکی (۱) -

جین دھرم کا عروج اور زوال

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت جین دھرم کا رواج آندھر ، تامل ، کرناٹک ، راجپوتانہ ، گجرات ، مالوہ اور بہار اور اُڑیسہ کے کچھ اضلاع میں تھا - جین دھرم نے دکھن ہی میں زیادہ فروغ پایا - وہاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت استعمال کرتے تھے ، جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دکھن کی تامل وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے ہی لفظ شامل ہو گئے - جینیوں نے وہاں مدرسے بھی کھولے ، آج بھی وہاں بچوں کو حروف تہجی سکھاتے وقت پہلا کلمہ "اوم نمہ سدھم" پڑھایا جاتا ہے جو جینیوں کا طریقہ سلام ہے - دکھن میں کئی راجاؤں نے جین دھرم کے ساتھہ رفاقت کی - تامل میں

(۱) ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدیہ - ج ۳ ، ص ۴۰۵ و ۴۰۶ -

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مدورا کے پاس متھہ اور مندر بنوائے - رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانۂ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہو گیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہوگئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پرزور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ع) - جین مورتیں اُٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تنگ بھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا - ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انھیں ویشنو بنا لیا - اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آگیا - رہی سہی کسر اُڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا ، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

جس زمانہ میں دکھن میں جین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اضلاع میں وہ سرسبز ہو رہا تھا - راجپوتانہ مالوہ گجرات میں اس کی بہت ترقی ہوئی، حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شیو تھے - جین آچاریہ ہیمچندر ھی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے - ہیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گھر سنہ ۱۰۸۴ ع میں پیدا ہوا تھا - فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ انل واڑے کے جین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا - وہ سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تھا - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں - گجرات کے راجہ جے سنگھہ اور کمارپال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا - کمارپال نے جین دھرم قبول کیا اور گجرات کاٹھیاوار کچھہ راجپوتانہ وغیرہ اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں جین دھرم نے قدم نہیں جمائے، پیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دھرم قبول کر لیا ہے اور جین مندر بنوائے ہیں مگر جینیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے -

برہمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا - ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے - یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی

---

(۱) ماخوذ از ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدیہ ج ۳، ص ۴۱۱ -

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ہوتی تھی - تقریباً ہندوستان بھر میں یہی مذہب پھیلا ہوا تھا - بودھ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھہ کم ہو گیا تھا - جین دھرم نے بھی اسے زک پہونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ہندو دھرم معدوم نہ ہوا تھا چاہے کمزور ہو گیا ہو - جوں ہی بودھہ دھرم کا اقتدار کچھہ کم ہوا، ہندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے پودھے میں کونپلیں نکلنے لگیں -

براہمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھہ دھرم سے ہندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ہوئی یہہ نہیں کہا جا سکتا، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے - یہہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ہے - اس سے ثابت ہے کہ یہہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ہندو دھرم کی جوں جوں ترقی ہونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذہبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ہم ویشنو فرقے کا کچھہ ذکر کرتے ہیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بھگود گیتا کے وراٹ روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھہ کر جادووں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتیہوت فرقے کے نام سے مشہور ہوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذہبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا ہو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ہو جانے کے بعد کچھہ زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تحقیق اب تک نہیں ہو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ھے شنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ھے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاھم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگستھنیز نے متھرا کے شورسینی جادووں کے متعلق لکھا ھے کہ وہ ھیرکلیس (ھری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانڑنی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ھے اور اس پر شرح لکھتے ہوے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ھے - قیاس ہوتا ھے کہ پانڑنی کے زمانہ میں (سنہ ۷۰۰ ق - م) بھی باسو دیو کی پوجا جاری ہو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ہوگی - (۱)

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھہ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اھنسا دھرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذہبی کتاب "پنچ راتر سنھتا" ہے - یہہ لوگ پنچ گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے - مندروں میں جانا ' پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا ' منتروں کا پڑھنا ' اور یوگ سے ایشور کا درشن ہونا مانتے تھے - پھر ویشنوؤں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برھما ' نارد ' نر ناراین ' کپل ' دتاتریہ ' یگیہ ' ریشبھہ دیو ' پرتھو ' متسیہ ' کورم ' دھنونتری موھنی ' نرسنگھہ ' وامن ' پرشورام ' وید ویاس ' رام ' بلرام ' کرشن ' بدھہ ' کلکی ' ھنس اور ھے گریو - ان میں سے دس اوتار متسیہ ' کورم ' براہ ' نرسنگھہ ' وامن ' پرشورام ' رام ' کرشن ' بدھہ اور کلکی ' فائق تسلیم کئے گئے - بدھہ اور ریشبھہ کو ھندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاھر ھے کہ بودھہ اور جین دھرم کا اثر ھندو دھرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی - ممکن ھے کہ چوبیس اوتاروں کی یہہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھہ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی ھو - وشنو کے مندر سنہ ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانہ زیر تنقید تک ھی نہیں ' اب تک برابر بن رھے ھیں - کتبوں ' تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ھے - دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ہوا

اور ادھر کے آل‌وار راجے کرشن کے بھکت تھے - یہہ امر باعث حیرت ہے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے، پھر بھی دسویں صدی تک ان کے مندروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رہی ہو، یہہ امر حقیقت سے بعید ہے - زمانہ ما بعد میں رام کی پوجا ہونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

راما‌نج آچاریہ کا فرقہ وششٹادویت

شنکراچارج کے ادویت‌واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برہم ایک ہی ہوں تو بھکتی کی ضرورت ہی کہاں باقی رہی؟ اس لئے راما‌نج نے بھکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - راما‌نج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا ہوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا راما‌نج کو ویشنو دھرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھہ کر درپئے آزار ہوا، اس لئے راما‌نج وہاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وہاں اپنا کام شروع کیا، پھر میسور کے راجہ وشنو وردھن کو ویشنو بناکر وہ دکھن میں اپنے دھرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر ائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۳۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت ہے - یگیہ ، برت ، تیرتھہ جاترا ، دان وغیرہ سے نفس کی تہذیب ہوتی ہے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا ہے اور بھکتی سے ایشور کے درشن ہوتے ہیں - جیواتما اور جگت دونوں برھم سے جدا ہونے پر بھی فی‌الواقع جدا نہیں ہیں - اصولاً دونوں ایک ھی ہیں ، ہاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف ہیں - اس دھرم کے فلسفیانہ اصولوں کی تنقید فلسفہ کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دھرم کا پرچار دکھن میں زیادہ اور شمال میں کم ہوا (۱) -

مدھواچاریہ اور ان کا فرقہ

گیارھویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت‌واد کو دور کرکے بھکتی مارگ کو تقویت دینا تھا - اگرچہ رامانج نے وششٹادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نہ ہوئے - وششٹادویت واد کی دلیلوں سے یہہ حقیقت واضح نہ ہو سکی کہ عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہیں - اس لئے مدھواچاریہ کو اس سے تشفی نہ ہوئی - اس نے پرم آتما ، آتما ، اور پرکرتی ، تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدھو فرقہ چلایا - اس کے فلسفیانہ اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفہ کے ذیل میں آئے گا - مدھواچاریہ کی پیدائش

---

(۱) سر رام‌کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

سنہ ۱۱۹۷ع میں ہوئی - اس نے بھی ویدانت درشن اور اُپنشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تھی ' اس لئے اس نے راماین کے ہیرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا اور اپنے شاگرد نرہری تیرتھہ کو جگن ناتھہ پری میں رام اور سیتا کی مورتیں لانے کو بھیجا - نرہر تیرتھہ کے علاوہ اس کے تین خاص شاگرد اور تھے : پدم نابھہ تیرتھہ ' مادھوتیرتھہ ' اور اکشوبھیہ تیرتھہ - مدھو فرقے کے پیرو ویراگ ' ضبط ' توکل (اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کردینا) ' خدمت مرشد ' مرشد سے تلقین ' پرماتما سے بھکتی ' بزرگوں سے عقیدت ' کمزوروں پر رحم ' یگیہ ' سنسکار ' ہر ایک کام کو ایشور سے منسوب کرنے اور پوجا وغیرہ کے ذریعہ نجات کے قائل ہیں - یہہ لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک سیاہ خط کھینچتے ہیں اور وسط میں سرخ نقطہ لگاتے ہیں - ان کے کپڑوں پر اکثر شنکھہ ' چکر ' گدا ' وغیرہ کے نشانات بنے ہوتے ہیں - اس فرقے کی تعداد دکھنی کرناٹک میں زیادہ ہے - مدھواچاریہ کے بعد بھی وشنووں میں بلبھہ وغیرہ فرقے قائم ہوئے ' پر وہ زمانہ زیر بحث سے بعد کے ہیں -

وشنو کی مورتیں

وشنو کی مورتی پہلے چار ہاتھوں والی ہوتی تھی یا دو ہاتھوں والی یہہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکہ پانچویں



(۵) شیو جی کی تری مورتي
[گھارا پوری]

صفحہ ۲۳

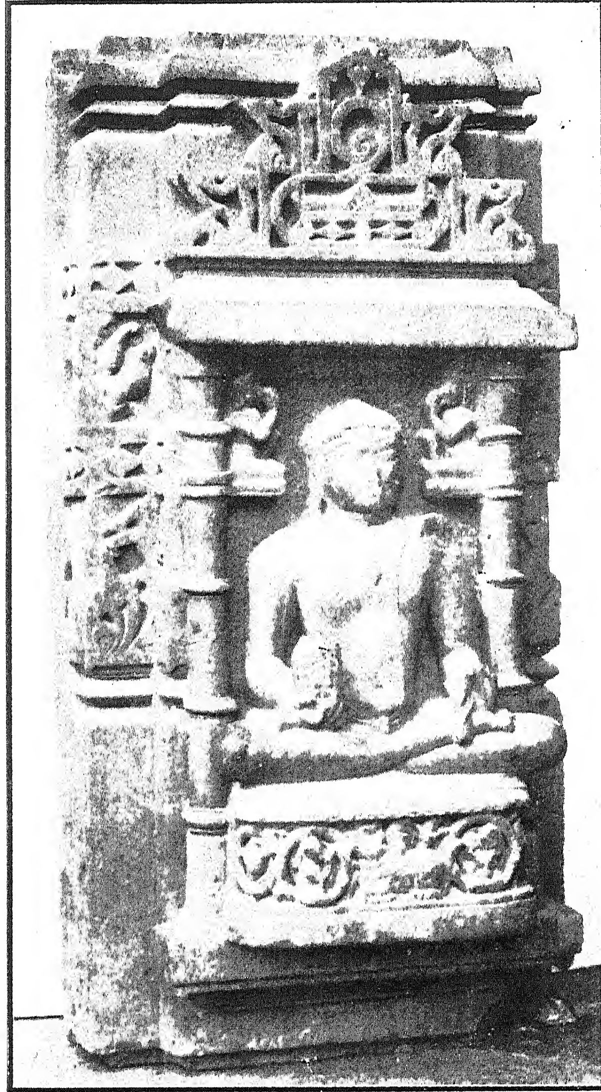
Checked 1987

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتي موجود نہیں ہے - بدھہ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں - اور کڈفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ہیں ترسول‌دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے - وہ بھی دو ہاتھوں والي ہی ہے - جیسے ہندوؤں نے بدھہ کی مورتی کو چتربھج (چار ہاتھوں والي) بنا دیا اسی طرح ممکن ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھي پیچھے سے چتربھج بنا دیا ہو - وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھہ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں - وشنو کی تین منھہ والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکٹ کے ساتھہ وشنو کے تین منھہ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھہ کی مورتیں بنی ہوئی ہیں - شاید یہہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ہوں -

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے - اس فرقہ کی کتابیں "آگم" کے نام سے مشہور ہوئیں - اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے - عموماً تو یہہ ایک چھوتے سے گول ستون کی صورت

کی ہوتی تھی ' یا اوپر کا حصہ گول بناکر چاروں طرف
چار منہہ بنا دئے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برھمانڈ
(کائنات) اور چاروں سونھوں میں سے پورب والے سے سورج '
پچھم والے سے وشنو ' اُتر والے سے برھما اور دکھن والے سے رودر
مراد ہوتے تھے - کچھہ مورتیں ایسی بھی ملی ہیں جن کے
چاروں طرف منہہ نہیں ' اِن چاروں دیوتاؤں کی مورتیں ہی
بنی ہوئی ہیں - اِن مورتوں کو دیکھنے سے یہہ قیاس
ہوتا ہے کہ ان کے بنانےوالوں کا منشا یہہ تھا کہ کونین
کا خالق شیو ہے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات
کی مختلف صورتیں ہیں - شیو کی عظیم‌الجثہ تری مورتي
(تثلیث) بھی کہیں کہیں پائی گئی ہے - اس کے چھہ ہاتھہ '
تین منہہ اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر ہوتے ہیں -
ایک منہہ روتا ہوا ہوتا ہے جو شیو کے رودر کہلانے کی دلیل
ہے - اس کے وسط کے دو ہاتھوں میں ایک میں بجورا ' اور دوسرے
میں مالا ' داھنی طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں
سانپ اور دوسرے میں پیالہ ' بائیں طرف کے دو ہاتھوں
میں سے ایک میں پتلی سی چھڑی اور دوسرے میں ڈھال
یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز ہوتی ہے - تثلیث
چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی ہوتی ہے اور اس میں صرف
جسم کا بالائی حصہ ہوتا ہے - اس کے مقابل زمین پر اکثر
شیو لنگ ہوتا ہے - ایسی تری مورتیاں بمبئی سے چھہ میل دور
ایلیفنٹا ' چتوڑ کے قلعے ' سروهی راج وغیرہ کئي مقامات میں
دیکھنے میں آئی ہیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا



(٦) لکولیش (لکوٹیش) کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۵

والی ہے - شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ہیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ہوا ' جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ہے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ' بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انہیں خوش کیا - شیو ہاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے ہوئے نمودار ہوئے - لکت ڈنڈے کو کہتے ہیں ' اسی لئے وہ لکوتیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ہوا وہ کایا وتار (ریاست برودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوتیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاواڑ ' دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ہیں ' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال ہوتے ہیں ' ہاتھہ دو ہوتے ہیں ' دائیں ہاتھہ میں بیجورا اور بائیں ہاتھہ میں ڈنڈا ہوتا ہے - اس کی نشست پدماسن ہوتی ہے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ' گرگ ' مترا اور کورش کے نام لنگ پران میں ملتے ہیں (۲۴ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ' یہاں تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ' رزاق اور هلاک کرنے والا سمجھتے هیں - یوگ ابھیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے هیں اور موکش (نجات) کے قائل هیں - اس فرقہ کی پرستش کے چھہ ارکان هیں: هنسنا ' گانا ' ناچنا ' بیل کی طرح باں باں کرنا ' زمین‌دوز هوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی کتنی هی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے هیں - شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ ہے کہ هر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا ہے - جیو قدیم ہے ' جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو هو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں هوتا - یہہ لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اهم سمجھتے هیں - شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھہ هیں - یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور رودر روپ کی پوجا کرتے هیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چھہ نشانات هیں:- مالا ' زیور ' کنڈل ' رتن ' راکھہ اور جنیو - ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھووں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے - اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے هیں - شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی هیں ' ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے هیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ ' دونوں هی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے هیں - شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے هرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ھی پائے جاتے ھوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلت نے کی - کلت اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام "اسپندر کارکا" ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے "شیو درشتی" نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اھنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا ، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کنڑی بھاشا کے "بسو پران" سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانہ میں (عیسوی بارھویں صدی) بسو نام کے برھمن نے جین دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے "لنگایت" مت چلایا - اس کے اوصاف دیکھ کر بجل نے اُسے اپنا مشیر بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی رائے ھے کہ اس فرقہ کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تھا - بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا - یہہ لوگ جینیوں کے دشمن تھے اور ان کی مورتیں پھکوا دیتے تھے - اس فرقہ میں بھی اھنسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا - اس میں ھندو معاشرت کے خاص رکن تفریق برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ کو ھی فضیلت دی گئی تھی - بسو کا قول تھا کہ ھر فرد کو چاھے وہ سادھو ھی کیوں نہو' اپنی محنت سے کسب معاش کرنا چاھئے - بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا - اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم توجہ نہیں کی - بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی - لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ھے - اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رھتے ھیں' جو چاندی کی ڈبیا میں رھتا ھے کیونکہ ان کا عقیدہ ھے کہ شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا - وششٹادویت سے یہہ فرقہ کچھہ کچھہ ملتا ھے - مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ھے - جنیو سنسکار کی جگہ وھاں دیکشاسنسکار ھوتا ھے - گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ "اوم نمہ شیوایہ" کہتے اور جنیو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ہیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں سیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہ لوگ جینیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذہبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ہیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف "تیرونان سمبندھہ" تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ہے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ہیں - کانجی پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھٹھی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ہونے کا پتہ چلتا ہے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھہ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ہوا راج سنگھیشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ہے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج سنگھہ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماہر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے ' لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا -

برھما کی مورتی

برھما دنیا کا خالق ' یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے - برھما کی مورتی چار مونھوں والی ہوتی ہے - مگر

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف "ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۴۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ہے اس کے تین ہی منھہ رہتے ہیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا ہے اس کے چاروں مونہہ دکھائے جاتے ہیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم ہیں - برھما کے کئی مندر اب تک قائم ہیں جن میں پوجا بھی ہوتی ہے - برھما کے ایک ہاتھہ میں "سروو" ہوتا ہے جو یگیہ کرانے کی علامت ہے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی ہیں برھما پروہت بتایا گیا ہے - تعجب کی بات یہہ ہے کہ جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے ہیں، ویسے برھما کے پیرووں کے فرقے نہیں ملتے - مورتی کے تخیل میں برھما، وشنو اور شیو تینوں ایک ہی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی ہیں - برھما کی کئی مورتیں ایسی ملی ہیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں ہیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برھما کی مورتیں اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برھما کی مورتیں ہوتی ہیں - اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تینوں دیوتا ایک ہی پرماتما کی مختلف صورتیں ہیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متاهل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی مخص مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا ہے اور آدھا پاربتی کا - ایسی ہی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی ہیں - شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو ہر ہر اور



(۷) برهما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۳۱

تینوں کی مشترک مورتی کو "هری‌هر پتامه" کہتے هیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برهما ، وشنو اور مهیش هی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اٹھارهوں پران انهیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق هیں - وشنو ، نارد ، بهاگوت ، گرڑ ، پدم اور براه پران وشنو سے - متسیه ، کورم ، لنگ ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برهمانڈ ، برهم ویورت ، مارکنڈیه ، بهوشیه ، وامن اور برهم پران برهم سے تعلق رکھتے هیں -

شکتی پوجا

پرماتما کے صرف مختلف ناموں هی کو دیوتا مان کر ان کی علحده علحده پرستش نهیں شروع هوئی - بلکه ایشور کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بھی پوجا هونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعه سے ایسی کتنی هی دیویوں کے نام ملتے هیں - براهمی ، ماهیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراهی ، نار سنگھی ، اور ایندری ، ان سات شکتیوں کو ماترکا کہتے هیں - کچھه خوفناک اور غضبناک شکتیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھه کے نام یهه هیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چنڈی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے هے - کچھه ایسی شکتیوں کی بھی ایجاد هوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانےوالی هیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یهه هیں :

آنند بھیروی ، تری پور سندری ، اور للتا وغیرہ – ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندری کی مقاربت سے دنیا کا وجود ہوا – ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد ہیں – اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی ہے – (۱)

کول مت

بھیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے ہیں – شاکتوں کی پرستش کا طریقہ نرالا ہے – اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا ہوتی ہے – شاکتوں کے دو فرقے ہیں ، کولک اور سمئن – کولکوں کی بھی دو قسمیں ہیں – پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے ہیں – پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ، مچھلی ، شراب ، وغیرہ بھی کھاتے پیتے ہیں – سمئن فرقہ والے ان مکروہات سے اجتناب کرتے ہیں – کچھہ برہمن بھی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے – اس بھیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتی – نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکھر نام کے شاعر نے اپنی کرپور منجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منھہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا ہے :-

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس – ص ۱۴۲ – ۱۴۶ –

(ترجمہ) - ہم منتر تنتر وغیرہ کچھہ بھی نہیں جانتے - نہ گرو کرپا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے - ہم لوگ شراب خوری اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات حاصل کرتے ہیں -

فاحشہ عورتوں کی تلقین کرکے ہم ان سے شادی کر لیتے ہیں - ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں - بھکشا سے ملا ہوا اناج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ‌چھالا ہی ہمارا پلنگ ہے - ایسا کول دھرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی - گنیش یا ونایک رودر کے کے جنات کا سرغنہ تھا - یاگیہ‌ولکیہ سمرتی میں گنیش اور اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے - مگر نہ تو چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھہ اشارہ ہے - ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھہ گنیش کی مورتی بھی بنی ہوئی ہے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھٹیالا کے ستون میں سری گنیش کی چار مورتیں بنی ہوئی ہیں - گنیش کے منہہ کی جگہ سونڈ کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی - ایلورا اور گھٹیالے کی مورتوں میں سونڈ بنی ہوئی ہے - مالتی مادھو ناٹک میں بھی گنیش کی سونڈ کا ذکر ہے -

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ہے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے -

اسکند پوجا

اسکند یا کارتکیہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے ہیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ہے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ہیں - اسکند دیوتاؤں کا سپہ سالار ہے - پتنجلی نے مہابھاشیہ میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ہے - کنشک کے سکوں پر اسکند ، مہاسین ، آدی کمار کے نام ملتے ہیں - سنہ ۴۱۴ ع میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بنوائی تھی - ہیمادری کے ورت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ہے - یہہ پوجا آج تک جاری ہے -

سورج پوجا

ہمارے زمانۂ معینہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ہی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ہے - براهمنوں اور گریہیہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -

ہے - دیوتاؤں میں سورج کا درجہ بہت ممتاز تھا - بہت سے مراسم میں بھی اس کی پوجا ہوتی تھی - اس کی پوجا دن کے مختلف اوقات میں، خالق، رازق، اور جابر وغیرہ حیثیتوں سے کی جاتی تھی - سورج کی مورتیوں کی پوجا ہندوستان میں کب سے رائج ہوئی یہہ کہنا مشکل ہے - براہمہر نے لکھا ہے کہ سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے رائج کی - سورج کی مورتی دو ہاتھوں والی ہوتی ہے - دونوں ہاتھوں میں کمل، سر پر تاج، سینہ پر زرہ، اور پیروں میں گھٹنے سے کچھہ نیچے تک لمبے بوٹ ہوتے ہیں - ہندؤوں کی پوجی جانے والی مورتیوں میں صرف سورج ہی کی مورتی ہے جس کے پیروں میں لمبے بوٹ ہوتے ہیں - ممکن ہے سورج کی مورتی اول خطہ سرد ایران سے آئی ہو جہاں بوٹ کا رواج تھا - بھوشیہ پران میں لکھا ہے کہ سورج کے پیر کھلے نہ ہونے چاہئیں - اسی پران میں ایک کتھا ہے کہ راجہ سانب نے جو کرشن اور جامونتی کا فرزند تھا سورج کی بھکتی سے ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتی قائم کرنی چاہی - مگر برہمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں کیا کہ دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل ہوتی ہے اس سے برہم کریا نہیں ہو سکتی - اس لئے راجہ نے ایران کے جنوبی مشرقی حصہ سے مگ قوم کے برہمنوں کو بلوایا - یہہ لوگ اپنی پیدائش برہمن کنیا اور سورج سے مانتے تھے اور سورج کی پوجا کرتے تھے - البیرونی لکھتا ہے "ہندوستان کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ ہوتے ہیں

راجپوتانہ میں ان لوگوں کو سیوک اور بھوجک کہتے ہیں - سورج کے ہزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم ہیں - ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر ہے جو سروھی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود ہے - یہہ پرانا مندر ہے اور اس کے ستونوں پر نویں اور دسویں صدی کی عبارت منقوش ہے جس میں ان عطیات کا ذکر ہے جو اسے ملے ہیں - جیسے شیو مندر میں بیل، اور وشنو مندر میں گروڑ ان کے باھن (سواری) ہوتے ہیں، اُسی طرح سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کھمبے کے اوپر ایک کیلی پر ایک کمل کی شکل کا پہیہ ہوتا ہے - یہی سورج کی سواری ہے - ایسے چکر آج بھی کئی مندروں میں موجود ہیں - سورج کے رتھہ کو سات گھوڑے کھینچتے ہیں - اسی لئے سورج کو سپتاشو (سات گھوڑوں کا سوار) کہتے ہیں - کئی مورتوں میں سورج کے نیچے سات گھوڑے بھی بنے ہوے ہیں - ایک سورج مندر کے باھر کی طرف سات گھوڑوں والے سورج کی کچھہ ایسی مورتیں بھی ہم نے دیکھی ہیں جن کے نیچے کا حصہ بوٹ پہنے ہوئے سورج کا اور اوپر کا برھما، وشنو اور شیو کا ہے - پاٹن (جھالرا پاٹن ریاست) کے پدمناتھہ نامی وشنو مندر کے پیچھے کے طاق میں ایسی ایک مورتی ہے جس میں برھما، وشنو اور شیو تینوں ملے ہوے ہیں - یہہ ان کے مختلف اسلحوں سے ظاہر ہوتا ہے - یہہ مندر غالباً دسویں صدی کا بنا ہوا ہے -

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ہے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ' جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ہیون سانگ نے کیا ہے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - ہرش کے ایک تامبر پتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ' آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ' سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی مورتیاں ملتی ہیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ہے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوٹ ہوتے ہیں - (۱)

دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آٹھہ دگپالیں اندر ' اگنی ' یم ' نیرت ' برن ' مرت ' کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آٹھہ سمتوں کے نام ہیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں - آٹھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ' سنکھہ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ہے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف متذکرہ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -
(۲) پانني سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلي کا بھاشیہ -

ہندؤوں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ' گرہ ' نچھتر ' صبح ' دوپہر ' شام ' وغیرہ اوقات مختلفہ ' ہتھیاروں ' کلی وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدل کا سلسلہ بھی بند ہو گیا - رقابت بھی جاتی رہی - تانبے پتر وغیرہ کی شہادتوں سے پایا جاتا ہے کہ ایک راجہ سچا پکا ویشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماہیشوری یا بھگوتی کے پیرو ہوتے تھے - آخر میں ہندوؤں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ' وشنو ' دیوی ' رودر ' اور شیو - ان پانچ دیوتاوں کی مشترک مورتیں پنچائتن کہلاتی ہیں - ایسے پنچائتن مندروں میں بھی ملتے ہیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ہوتی ہے - جس دیوتا کا مندر ہوتا ہے اس کی مورتی وسط میں ' باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر ہوتی ہے -

ہندو دھرم کے عام ارکان

ہندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری ہے - ہندؤوں کی مستند مذہبی کتاب وید ہے - ہمارے زمانہ متعینہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تھا - البیرونی لکھتا ہے :-

> "برہمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر
> بھی منتروں کو حفظ کر لیتے ہیں اور بہت

تھوڑے برہمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ہیں - برہمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے ہیں، ویشوں اور شودروں کو
نہیں " -

ویشوں نے بودھ ہو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکھا ہے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے، یاد کئے جاتے تھے - اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ہو گیا - (۱) ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شرادھ اور ترپن کی رسم عام ہو گئی - یگیوں کا رواج کم ہو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑھ گئی تھی، جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ہے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا ہے -

مندروں کے ساتھ متھوں کی داغ بیل بھی ڈالی جا چکی تھی - اس معاملہ میں ہندوؤں نے بودھوں کی نقل کی - سبھی فرقوں کے سادھو ان متھوں میں رہتے تھے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتھ متھوں، باغوں اور تقریرگاھوں کا بھی حوالہ ملتا ہے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیہ ولکیہ اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ہے - بودھوں کی رتھ جاترا کی تقلید بھی ہندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

---

(۱) جی ری وید کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا، جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ و ۴۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو ـ اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں، جن میں معاصرانہ ریت رسم کا ذکر ہے ـ پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں ـ برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا ـ کئی دیوتاؤوں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے ـ برت اور روزہ داری کا رواج ہندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا ـ ایکا دشی، جنم اشٹمی، دیوشیفی، درگا اشٹمی، رشی پنچمی، دیو پربودھنی، گوری تیجا، بسنت پنچمی، اکشے تیجا، وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے ـ یہاں یہہ امر غورطلب ہے کہ رام‌نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا ـ غالباً اس زمانہ میں پنجاب میں رام‌نومی کا رواج نہ تھا ـ اسی طرح البیرونی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے ـ کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے ـ

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا ـ معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دےکر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں پرائشچت کے طریقے نکالے گئے تھے ـ ہمارے زمانہ متعینہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا ـ اچھوتوں کے ساتھہ کھانے، ناصاف پانی پینے، ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے، حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے، اونٹنی کا دودھہ پینے، شودر، عورت، گاے، برہمن اور چھتری کو قتل کرنے، شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے ، بحری سفر کرنے ، زبردستی کسی کو غلام بنانے ، ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھہ نہ کرنے ، زنا ، شراب خواری ، گئوماس کھانے ، چوٹی کٹوانے ، جنیو کے بغیر کھانا کھانے ، وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے - اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا - اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی -

کمارل بھٹ اور شنکرا چاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے - ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الٰہی مانتے تھے - اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی - یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں - ان کے مٹ جانے سے ہندو دھرم بھی مٹ جاتا - جس زمانہ میں بودھہ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا ، اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا - اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوے - اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے - کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے ، کوئی اتر کا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑی جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم‌الٰہی ہے - اس زمانہ کی اهنسا کی لهر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پهر زندہ کیا - یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بهی اس نے ثابت کیا - مراسم کی پابندی کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تهی - وہ بودهہ بهکشوؤں کے ویراگ اور راهبانہ زندگی کا بهی مخالف تها - اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بهی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا، حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اهنسا اور ویراگ کا رواج تها - براهمن لوگ بهی قدیم اگنی هوتر اور یگیوں کو چهوڑ کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رهے تهے - ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ هو سکے - اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ هوئی - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچهہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالپی نامی گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا هوئے - انهوں نے کم سنی هی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک جید فلسفی اور عالم هو گئے - بودهوں اور جینیوں کے دهریہ‌پن کو وہ مٹانا چاهتے تهے، لیکن یہہ جانتے تهے کہ کمارل بهٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

(۱) جی وی رید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۲، صفحہ ۲۰۶ - ۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا - انھوں نے فلسفہ اور اهنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راهبانہ زندگی کو هی فائق بتلایا - برهم یا یا خدا کی هستي کو مانتے ہوے بھی انھوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودھہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انھیں " کامل بودھہ " کا لقب دیا گیا ھے - انھوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر هم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رهے - دیگر مذاهب کے علما ان کے سامنے لا جواب هو جاتے تھے - انھوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ھے - اس لئے هندوستان کے چاروں اطراف میں انھوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا - خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں هیں - یہہ متھہ اب تک قائم هیں - ان کی کوششوں سے بودھہ دھرم کو بہت زوال هوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں هی هو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انھوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ ہندؤوں نے انھیں جگت گرو کا لقب دے کر ان کی عزت‌افزائی کی - (۱)

مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دھرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذہبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ ہوگا - اگرچہ زیر تنقید میں مختلف مذاہب موجود تھے اور انھیں کبھی کبھی مناقشے بھی ہو جاتے تھے ' لیکن مذہبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - ہندو دھرم کے متعدد فرقوں میں باہمی اختلاف ہونے کے باوجود اُن میں ایک یکرنگی ' ایک موافقت نظر آتی ہے - برھما ' وشنو اور مہیش میں باہمی مصالحت کا نتیجہ ہی تھا کہ پنچائتن پوجا کا رواج ہوا - وشنو ' شیو ' رودر ' دیوی ' اور سورج ' سب ایک ہی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں - اِس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا ہوگیا - ہر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیہار 'راجاؤں کی مذہبی رواداری کا یہہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پکا شیو ' تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

---

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۲۱۳ - ۱۷ -

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف ہندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھہ اور براہمن دھرموں میں ہمدردی کا خیال پیدا ہو چکا تھا - قنوج کے گہروار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا ' دو بودھہ بھکشوؤں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھہ گاؤں دیئے تھے - بودھہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہہ امر غور طلب ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہندوؤں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور ہی نہیں ہو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی ہونے لگی تھیں - پکے شیو بھکت گوبند چندر کی رانی بودھہ تھی - جین اور ہندوؤں میں شادیاں ہوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی کبھی ہوتا ہے - ایسی کتنی ہی نظریں ملتی ہیں کہ باپ ویشنو ہے تو بیٹا بودھہ ' اور بیٹا ہندو ہے تو باپ بودھہ - دونوں مذاہب اس قدر قریب آگئے تھے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی کہ ان کی مذہبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی ہندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ' بودھوں اور ہندوؤں کے دھرم میں ۲۲ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بھی بہت یکسانیت ہے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دھرم رائج تھے لیکن براہمن دھرم غالب تھا - بودھہ دھرم تو جاں بہ لب ہو چکا تھا - جین دھرم کا احاطہ بھی نہایت محدود ہو گیا تھا - ہندو دھرم میں شیومت کا پرچار زیادہ ہو رہا تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیو ہی تھے -

هندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تنقید ادھوری رہے گی اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں - اگرچہ محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے پر انہوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا - آٹھویں صدی میں سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی مداخلت ہونے لگی ؛ اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے ؛ جہاں مسلمان فاتحوں کی تہذیب نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وہاں ہندو راجاؤں کی آزاد روی بھی اس کے پھیلنے کا باعث ہوئی - راشٹر کوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد وغیرہ بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تھانہ کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد دی تھی - مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب ؛ نئی زبان اور نئی تہذیب لائے -

---

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں تریں نظام ' برن بیوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجر وید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اُس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ہوئے ' اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بڑی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براہمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براہمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براہمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انہیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے - " دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براہمن کہلاتے ہیں "

ان ميں سے كتنے هى شاعر هيں ' كتنے هي جوتشى ' كتنے هى فلسفى اور الهيات كے ماهر - يهه سب راجاؤں كے دربار ميں رهتے هيں " - (۱) اسى طرح المسعودى ان كے بارے ميں لكهتا هے كه براهمنوں كا اسى طرح احترام هوتا هے جيسا كسى اونچے خاندان كے آدميوں كا ' زيادہ تر براهمن هى وراثتاً راجاؤں كے مشير اور درباری هوتے هيں - (۲)

براهمنوں كا خاص دهرم پڑهنا اور پڑهانا ' يگيه كرنا اور كرانا ' دان دينا اور لينا تها - بودهه دهرم كے عروج كے زمانه ميں برن بيوستها كى ناقدري كے باعث براهمنوں كا وقار كچهه كم هو گيا تها - اور يهه كام ان كے هاتهه سے نكل گئے تهے - يگيه وغيرہ كے بند هو جانے سے بهت سے براهمنوں كى روزى جاتى رهى اور وہ مجبور هو كر دوسرے برنوں كے پيشے كرنے لگے - اسى اعتبار سے اسمرتيوں ميں بهى ترميم هوئى - بودهه مت ميں كهيتى معيوب سمجهى جاتى تهى ' اسے گناہ خيال كيا جاتا تها - اس لئے كتنے هى ويشوں نے بودهه هو كر كهيتى ترك كر دى تهى - يهه موقع ديكهه كر بهت سے براهمن كهيتى پر گزر بسر كرنے لگے - پاراشر اسمرتى ميں سب برنوں كو كهيتى كرنے كا مجاز هے - اس كے علاوہ اس زمانه كى ضروريات كے اعتبار سے چاروں برنوں كو اسلحه استعمال كرنے كي اجازت بهى دى گئى - اتنا هى نهيں '

---

(۱) هسٹري آف انڈيا مصنفه اليٹ جلد اول صفحه ٦ -

(۲) چي وى ويد ' هسٹرى آف ميڈيول انڈيا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براھمن صنعت و دستکاری ، تجارت ، اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ، تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو) ، دودھ ، شہد ، شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسي طرح سود کو حرام سمجھہ کر براھمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی ، جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذھب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کي وہ برابر کوشش کرتے رھتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رھا - سیاست میں ان کے ساتھہ کئی رعائتیں کی جاتي تھیں - فی‌الواقع برنوں کي پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سبھي برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاھتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرني شروع کر دی ، کسی خاص برن کی قید نہ رھي - (۱)

براھمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعینہ کے آغاز میں ہم ھندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے ھیں - ائیارھویں

(۱) سی وي وید کي ھستري آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں هی کا ذکر کیا ہے (۱)، مگر همیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم هوتا ھے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بننے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھہ لکھا ہے وہ سماج کی حالت کا مشاهدہ کرکے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھہ پڑھا تھا وہ بھي اس میں اضافہ کر دیا ہے، جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کي تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۹۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براهمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براهمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے هي هوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامب پتر میں بھاردواج گوتر، یجرویدي شاخ کے برهمن کا ذکر ہے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہن نامي مقام پر ملا ہے براهمنوں کے ناموں کے ساتھہ ساتھہ شاخ اور گوتر کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براهمنوں کی سکونت هی کا حوالہ ملتا ہے - بزانگر کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براهمنوں کا ذکر ہے - کونکن کی بارهویں صدي کی ایک تحریر میں ۳۲ براهمنوں کے نام دئے گئے هیں جن کے گوتر تو هیں، شاخیں نہیں، مگر ان میں براهمنوں کے ال بھی دیئے گئے هیں جو

(۱) البيروني کا هندوستان مترجمہ انگریزي از ساچو جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں - بارھویں صدی میں ایسے الوں کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :- دیکشت ، راؤت ، ٹھاکر ، پاٹھک ، اُپادھیایہ اور پٹ وردھن وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ، پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا - کتبوں میں ہمیں پنڈت ، دیکشت ، دوی ویدي ، چتر ویدی ، آوستھک ، ماتھر ، تري‌پور ، اکولا ، ڈینڈ وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں - بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے - یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ، مثلاً غذا میں اختلاف ، گوشت‌خور یا سبزی‌خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں - رسم و رواج ، خیالات ، اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ، چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی - اُس زمانہ تک براھمن پنچ گوڑ یا پنچ‌دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوے تھے - یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) - گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌اشان مندر بنوایا ، جس کی

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ، ج ۳ ص ۳۷۵ - ۳۸۱ -

پرتشتھا کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک ہزار براہمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنھیں وھیں رکھہ لیا - شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے - گجرات میں آباد ھونے کے باعث پیچھے سے ان کا شمار بھی دروڑوں میں ھونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گوڑوں میں ھونا چاھئے تھا (۱) -

چھتری اور ان کے فرائض

براھمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی سماج میں بہت اونچا درجہ تھا - ان کے خاص فرائض رعایاپروری ، یگیہ ، دان اور مطالعہ تھا - فرمانروا ، سپہ‌سالار ، فوجی منصبدار ، وغیرہ یہی ھوتے تھے - براھمنوں کے ساتھہ میل جول رھنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تھا - بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم ھو گزرے ھیں - ھرش‌وردھن ادبیات کا ماھر تھا - پوربی چالوکیہ راجہ ونیادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے گنک کہتے تھے - راجہ بھوج کا تبحر مشہور ھے - اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں - چوھان وگرہ‌راج چہارم کا لکھا ھوا ھرکیلی ناٹک آج بھی کتبوں پر لکھا ھوا موجود ھے - اسی طرح اور بھی کتنے ھی راجاؤں کی تصانیف ملتی ھیں - برن کے نظام کے درھم برھم ھو جانے اور اکثر چھتریوں کے

(۱) تاریخ راجپوتانہ از مصنف - جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ -

پاس زمین نہ رہنے کے باعث بیکار ہو گئے اور اُنھوں نے بھی براہمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چھتری دو حصوں میں تقسیم ہو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بھی اپنا کام کرتے تھے - دوسرے وہ جو کھیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تھے - ابن خوردار نے ہندوستان میں جو سات طبقے بتلائے ہیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بھی شامل تھے - (۱)

پہلے چھتری بھی شراب نہیں پیتے تھے - المسعودی لکھتا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی ہو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رہتا (۲) - ہیونسانگ کے زمانہ میں چھتری بھی براہمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے - وہ لکھتا ہے "براہمن اور چھتری دونوں نیک اطوار، نمود و نمائش سے دور رہنے والے، سادہ زندگی بسر کرنے والے، کفایت شعار اور بے لوث ہوتے ہیں" -

پہلے چھتری بھی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تھے، مہابھارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چھتریوں کا ذکر آتا ہے، اور یہہ نسلی امتیاز روز بروز بڑھتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ ہے - اس زمانہ تک بھی چھتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا ہوئی تھی -

---

(۱) سی وی ویدیہ کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا، ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -
(۲) الیٹ کی تاریخ ہندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان ، یگیه ، تحصیل بیوپار ، علم ، لین دین اور زراعت - بودھ زمانه میں برن کا نظام درهم برهم هو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے ، بودھوں اور جینیوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے ، جیسا هم اوپر لکھ چکے هیں - اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں هی زراعت کو حقیر سمجھ کر چھوڑ دیا تھا - هوینسانگ لکھتا هے که تیسرا برن ویشوں کا هے جو خرید و فروخت کرکے نفع اُٹھاتا هے - چوتھا برن شودروں یا کاشتکاروں کا هے (ا) - ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے - ویشوں کے شاهی مناصب پر مامور هونے ، سپه سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک هونے کی کتنی هی مثالیں موجود هیں - همارے زمانه زیر بحث کے آخری حصه میں ان میں ذات کی تفریق شروع هوئی ، کتبوں سے یہی ثابت هوتا هے -

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا ، یہه لوگ اچھوت نه تھے - براهمنوں ، ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پنچ مهایگیه کرنے کا مجاز تھا - پتنجلی کے مهابهاشیه اور اس کے مفسر کیٹ کی تفسیر مهابهاشیه پردیپ سے اس کی

(ا) واٹرس آن هیون سانگ جلد ا صفحه ۱۶۸ -

تصدیق ہوتی ھے (۱) – رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ' اس کا خاص سبب تھا کہ ھندو سماج میں بہت سے کام مثلاً زراعت ' دستکاری ' کاریگری وغیرہ کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ' اس لئے ھاتھہ کے سب کام شودروں نے لے لئے – شودر ھی کسان ' لوھار ' معمار ' رنگریز ' دھوبي ' جولاھے ' کمھار وغیرہ ھونے لگے – ھمارے زمانہ زیر بحث میں ھی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں – کسان تو شودر ھی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم ھو گئے – ھوینسانگ لکھتا ھے بہت سے ایسے فرقے ھیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے – البیرونی لکھتا ھے شودروں کے بعد انتجوں کا درجہ آتا ھے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے ھیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے – یہہ لوگ آتھہ طبقوں میں منقسم ھیں : دھوبی ' چمار ' مداری ' ٹوکری اور ڈھال بنانے والے ' ملاح ' دھیور ' جنگلي پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ' اور جولاھے – چاروں برن والے ان کے ساتھہ نہیں کھاتے – شہروں اور

---

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ – ۴ – ۱۰ | اس سوتر کي تفسیر پتنجلی نے یوں کي ھے एवं तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعني جو شودر یگیہ کرنے کے مجاز ھوں وہ ذات باھر نہ سمجھے جائیں – اس کي تفسیر کرتے ھوے کیت نے لکھا ھے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ رهتے هیں (۱) - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث ان کی مذهبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

کایستھہ

ان برنوں کے علاوہ هندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے بھی تھے - براهمن یا چھتری جو محرری یا اهلکاری کرتے تھے کایستھہ کہلاتے تھے - پہلے کایستھوں کی کوئی علیحدہ تقسیم نہ تھی - کایستھہ اهلکار هی کا مترادف ھے ' جیسا کہ آتھویں صدی کے ایک کتبہ سے معلوم هوتا ھے جو کوتہ کے پاس کن سوا میں ھے - یہہ لوگ شاهی مناصب پر بھی مامور هوتےتھے ' کیونکہ دفتروں میں ملازم هونے کے باعث انھیں سلطنت کی پوشیدہ باتیں معلوم رهتی تھیں - سیاسی سازشوں اور ملکی ریشہ دوانیوں میں اُنھیں کافی مہارت تھی اسی لئے یاگیہ ولکیہ میں ان کے هاتھوں سے رعایا کو بچائے رهنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی ھے - زمانہ مابعد میں دوسرے پیشہ والوں کی طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براهمن چھتری ویش سبھی ملے هوئے هیں - سورج دھج کایستھہ اپنے کو شاک دویپی براهمن بتلاتے هیں اور والبھہ کایستھہ چھتری ذات کے هیں ' جیسا کہ سوڈھل کی تصنیف "اُودے سندری کتھا" سے واضح ھے -

---

(۱) البیرونی کا هندرستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

انتج

ہندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں ، چانڈال اور مری تپ - چانڈال شہر کے باہر رہتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے -

برنوں کا باهمی تعلق

ہندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باهمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی ہوتی تھیں - اپنے برن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا ، نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براهمن مرد چھتری ، ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے براهمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر همارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براهمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ہے - اس طرح منڈور کے پڑهاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براهمن هرش‌چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے - براهمن شاعر راج‌شیکھر نے بھی چوهان لڑکی آونتی‌سندری

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکیوں سے براهمنوں کے شادی ہونے کی نظیریں ملتی هیں - گلوارا گاؤں کے قریب کی ایک بودھه گپھا کے ایک کتبه میں بلور بنسی براهمن سوم کے براهمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر هے (۱) - چھتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براهمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف " دش کمارچرت " سے پایا جاتا هے که پاٹلی پتر (قدیم پٹنه) کے وےشرون کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجه کسم دھنوا سے هوئی تهی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی هیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یهه که همارے زمانه زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بنس کا لڑکی نیچے بنس کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یهه تعلقات اُن شودروں کے ساتھه نه هوتے تھے جنھیں پنچ یگیه کرنے کا مجاز نه تھا - زمانه قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براهمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا هو براهمن هی سمجھا جاتا تھا ، جیسا که رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دھیوری کے بطن سے پیدا هوئے تھے ، یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی رینوکا سے پیدا هوئے تھے ، براهمن کہلائے -

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصه ۶ صفحه ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرت کتھا -

پیچھے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتري هی مانا جانے لگا ' جیسا که شنکهه اور اُشنس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باهمی شادیوں کا رواج روز بروز کم هوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - همارے زمانه زیر بحث کے بعد یہہ رجحان یہاں‌تک بڑھا که شادي کا دائرہ اپنی ذات تک هی محدود هو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانه میں چھوت چھات کا رواج نه تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھه کھانے پینے میں پرهیز نه کرتے تھے - براهمن اور سب برنوں کے هاتھه کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا که ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم هوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات همارے زمانه کے آخري حصه میں بھي پیدا نه هوا تھا - البروني لکھتا ھے که چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھه رهتے تھے اور ایک دوسرے کے هاتھه کا کھاتے پیتے هیں - (۴) ممکن ھے که یہہ قول صرف شمالی هندوستان سے متعلق هو کیونکه دکھن میں سبزی خوروں

---

(۱) راجپوتانه کا اتیہاس جلد ۱ صفحه ۱۴۷ و ۱۴۸ -

(۲) سي وي وید کی هسٹري آف میڈیل انڈیا ' جلد ۱ صفحه ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحه ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتي - ادهیایه ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیروني کا ' هندوستان ' جلد ۱ صفحه ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھہ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ منافرت رفتہ رفتہ سبھی برنوں میں بڑھتی گئی -

هندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

هندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی - سلفاء اگر برھمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرھستھاشرم میں دنیاوی مسرتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے - اهل ثروت بڑے بڑے عالیشان محلوں میں رهتے تھے - کھانے ' پینے ' سونے ' بیٹھنے ' مہمانوں کی ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ کمرے هوتے تھے - کمروں میں هوا کی آمد و رفت کے لئے معقول انتظام رهتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے هوا کرتے تھے جہاں لوگ هزاروں کی تعداد میں جاتے تھے - هرش کے زمانہ میں هر پانچویں سال عظیم‌الشان مذهبی جلسے هوا کرتے تھے جن میں هرش فقرا کو دان دیا کرتا تھا - هیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا هے - ان کے علاوہ هر تقریب پر خاص خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذهبی جلسے محض دلچسپی کے لئے نہ هوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی بہت اهم هوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج آج بھی قائم هے - اِن میلوں میں بہت دھوم دھام هوتی

تھی - اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہوتے تھے جیسا کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ھے - ہندؤوں میں تہواروں کی کثرت ھے اور وہ لوگ انہیں بڑے حوصلہ سے مناتے تھے - ان میلوں کا ہندؤوں کی معاشرتی زندگی میں خاص حصہ تھا - ہولی کی تقریب میں پچکاری سے رنگ ڈالنے کا بھی رواج تھا ، جیسا کہ ہرش نے رتناولی میں لکھا ھے (۱) - لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا ذکر بھی ملتا ھے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں کا بھی ذکر پایا جاتا ھے جہاں شہروالے تفریح کے لئے جایا کرتے تھے - ناٹک ، رقاصی ، موسیقی ، اور تصویرنگاری میں کہاں تک ترقی ہو چکی تھی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جاےگی - کبھی کبھی باغوں میں بڑي بڑی دعوتیں ہوتی تھیں جن میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - لوگ طوطا مینا وغیرہ چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگوں کی تفریح کے لئے مرغوں ، تیتروں ، بھینسوں اور مینڈھوں کي لڑائیاں بھی ہوتی تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ، سواری کے لئے گھوڑوں ، رتھوں ، پالکیوں اور ہاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی کافي رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں - اس میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - عورت مرد مل کر

धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः । (۱)
सद्यः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षपां प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) ہرش مصنفہ رادھا کمد مکرجي صفحہ ۱۷۵ - ۷۶ -

جھولا بھی جھولتے تھے - دول کا میلہ بارش کے دنوں میں ہوا کرتا تھا - یہہ رواج آج بھی سارے هندوستان میں قائم هیں - ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ' چوپڑ وغیرہ بھی کھیلے جاتے تھے - جوئے کا بہت رواج تھا ' پر اُس پر سرکاری نگرانی رهتی تھی - قمار خانوں پر محصول لگتا تھا ' جیسا کے کتبوں سے پایا جاتا ھے (۱) - چھتری شکار خوب کھیلتے تھے - راجے اور راجکمار ساز و سامان کے ساتھہ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے - شکار تیروں بھالوں وغیرہ سے کھیلا جاتا تھا - شکاری کتے بھی ساتھہ رهتے تھے -

پوشاک

بعض علما کا خیال ھے کہ هرش کے زمانہ تک هندوستان میں سینے کا فن نہ پیدا ہوا تھا (۲) - وہ اس دعوی کی دلیل میں هیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے هیں (۳) ' لیکن ان کا یہہ خیال باطل ھے - هندوستان میں گرم ' معتدل ' سرد سبھی طرح کے خطے موجود هیں - یہاں نہایت قدیم زمانہ سے هر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تھے - ویدوں اور براهمن گرنتھوں میں سوئی کا نام " سوچی " یا " بیشی " ملتا ھے - تیتریہ براهمن تین قسم کی سویوں کا حوالہ دیتا

(۱) وکرمی سمبت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ ء) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور میں لگے هوئے کتبے سے -

(۲) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۸۹ -

(۳) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ -

ھے : لوھے ' چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قینچی یو بھورج کہا ھے (۲) - سشرت سنگھتا میں باریک دھاگے سے سینے کا ذکر موجود ھے - ریشمی چغے کو تارپیہ (۳) اور اونی کرتے کو شاموِل کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا ھوا کپڑا ھوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ھے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ھی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلي کا ذکر ویدک زمانہ میں بھي ملتا ھے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے ھمارا منشا صرف یہہ ثابت کرنا ھے کہ ھمارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ھمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انترِیہ یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باھر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوڑھہ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت لہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۶) - متھرا کے کنکالی

---

(۱) تیتریہ براھمن ۳ - ۹ - ٦ -

(۲) رگ‌وید ۸ - ۴ - ۱٦ -

(۳) اتھروَوید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جیمنیہ اُپنشد براھمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ‌وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(٦) رگ وید ۲ - ۳ - ٦

تیلی سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں منقوش ہیں - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ہے (۱) - اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چیلیوں اور تین چیلیوں کي کھڑی مورتیوں کي تصویر دی ہے - تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھي آج کل کے سے هي ہیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتي ہیں - عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھي پہنتی تھیں ' جیسا کہ اجنٹا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالي خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے - اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کي انگیا پہنے ہوئے ہے (۳) - بیاپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی ہوتی تھی - ایک دھوتي پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھچنی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) -

ان لباسوں میں رنگینی ' خوبصورتی اور صفائی کا بہت هی لحاظ رکھا جاتا تھا - هیونسانگ نے روئي ' ریشم اور اُون کے

(۱) اسمتھ کي متھرا اینٹي کویٹیز ' پلیٹ ۱۴ -

(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -

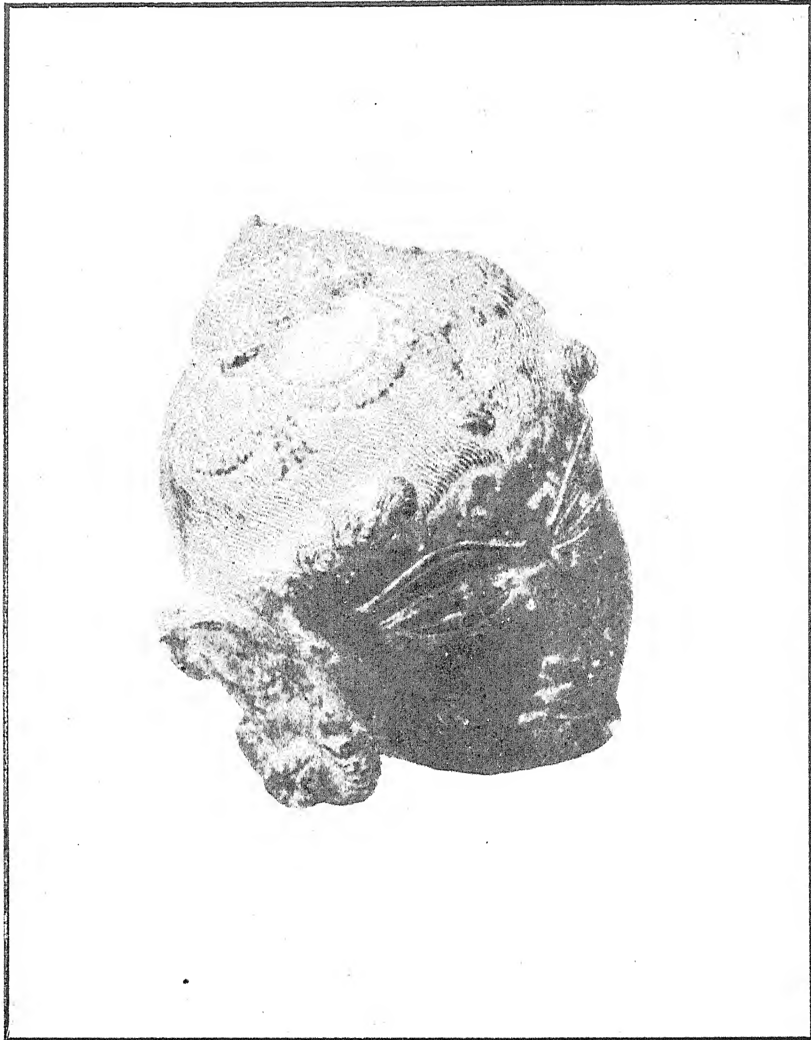
(۳) اسمتھ اکسفورڈ هسٹري آف انڈیا ۱۵۹ -

(۴) رادھا کمد مکرجي ' هرش ' ۱۷۰ - ۱۷۷ -



(۱۴) چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئی عورت کی تصویر
[اجنتا کے غار سے]

صفحہ ۶۴



(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۶۴



(۱۶) عورت کے سر میں بال کی سنوار
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۴

کتواتے تھے – چھتری لمبی ڈاڑھی رکھتے تھے – جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ہوتا ہے – بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) –

زیور:

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھی عام تھا – مرد اور عورت دونوں ہی گہنوں کے شوقین تھے – ہیونسانگ لکھتا ہے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے – بیش قیمت موتیوں کے ہار، انگوٹھیاں، کڑے، اور مالائیں ان کے زیور ہیں – سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند، سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈل وغیرہ کتنے ہی زیور مستعمل تھے – کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں – کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا – ایسے چھدے ہوئے کانوں کی عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ہیں – پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے – ہاتھوں میں کڑے اور سنکھہ یا ہاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں، بازو پر مختلف قسم کے بازوبند، گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ہار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں – پستان کہیں کھلے، کہیں پٹی سے بندھے ہوئے اور کہیں چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے –

---

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف مڈیول انڈیا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ –

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواہر نگار گہنے پہن سکتی تھیں (ا) - هر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ھے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے هوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ایسی مجلسیں شاهی درباروں یا علما کی صحبتوں میں هوتی تھیں - بان بھٹ اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا ھے ' مثلاً برجستہ شعر گوئی ' قصہ گوئی ' تاریخ اور پران کا سماع ' موسیقی ' پہیلیاں ' چوپدے ' وغیرہ -

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا ھے - هندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند هیں ' کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے هیں ' جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ' کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ' چاندی '

(ا) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان -

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے ھیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ھے حالانکہ اب اس کی جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ھے -

هندوستان کی غذا عموماً گیہوں ، چاول ، جوار ، باجرا ، دودھہ ، گھی ، گڑ اور شکر تھی - الادریسی انہل واڑے کے بیان میں لکھتا ھے : " وھاں کے لوگ ، چاول ، مٹر ، پھلیاں ، اُرد ، مسور ، مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ھوں کھاتے ھیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو ھلاک نہیں کرتے " (۲) - مہاتما بدھہ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھہ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ھوتا گیا - ھندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھہ ھندو ھوے تو اھنسا اور سبزی خوری کو اپنے ساتھہ لائے - ھندو دھرم میں گوشت خوری گناہ سمجھی جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ھو گئی تھی - مسعودی لکھتا ھے کہ براھمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھی براھمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ھے ، لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ھے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ھے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براھمن گنہگار ھو جاتا ھے - رفتہ رفتہ گوشت خوری کا

---

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سی وی وید کی ھسٹری آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براہمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے - ہرن ' بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ہے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انہیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا - شمالی ہندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چنڈال ہر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ' اس لئے وہ سب سے دور رہتے تھے -

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا - دوئیجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب بیچنے کی بھی ممانعت تھی - براہمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ہے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول ہے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی‌الواقع راجہ نہیں ہے - آس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے رہتے ہیں ' تو جو راجہ خود متوالا ہو ' بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ہے (۱) - واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صفائی کا

---

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ - (ناگری پرچارنی سبھا) -

خیال بہت تھا تاہم ایک دوسرے کے ہاتھہ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی - چھوت چھات کا خیال ویشنو دھرم کے ساتھہ پیچھے سے پیدا ہوا -

متذکرہ‌بالا حالات سے ہماری مراد یہہ ہرگز نہیں کہ ہندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - ان کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی ہی مذہبی باتیں زندگی کا جزو بنی ہوئی تھیں - پنچ مہایگیہ ہر ایک گرھستھہ کے لئے لازمی تھا ' مہمان‌نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودھہ دھرم کے باعث کم ہو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم ہوتے تھے - مگر ہندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھہ یگیوں کا پھر رواج ہو گیا ' ہمارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامي کا رواج

ہندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج ہمارے زمانہ زیرؔ تنقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاگیہ‌ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامي کے رواج کا ذکر موجود ہے - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارھویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ‌زاد (گھر کی لونڈی سے پیدا) ' کریت (خریدا گیا) ' لبدھہ (دان‌ میں ملا ہوا) ' دایا دو پاگت (خاندانی) ' اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا ہوا) '

آھت (روپیہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا)، رین داس (قرض کی علت میں رکھا ہوا)، یدھہ پراپت (لڑائی میں پکڑا ہوا)، پنیجت (جوے وغیرہ میں جیتا ہوا)، پربرجیاوست (سادھو ہونے کے بعد بگڑ کر بنا ہوا)، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا ہوا)، بڑواھریت (گھر کی لونڈی کے فراق میں آیا ہوا)، اور آتم بکریتا (اپنے آپ کو بیچنےوالا) — غلام جو کچھہ کھاتا تھا اُس پر اس کے مالک کا حق ہوتا تھا — کچھہ لوگ غلاموں کو چوری کر کے انہیں بیچ ڈالتے تھے —

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر، قابل نفرت اور شرمناک نہ تھی — یہہ غلام گھروں میں گھر کے آدمیوں کی طرح رہتے تھے — تیوھار اور تقریبوں میں غلاموں کی بھی خاطر کی جاتی تھی — جو غلام تندھی سے کام کرتے تھے اُن کے مالک اُن کے ساتھہ بہت اچھا سلوک کرتے تھے — سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتھہ رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے ہوے تھے — یاگیہ ولکیہ اسمرتی میں لکھا ہے کہ زبردستی غلام بنائے ہوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نہ کر دے تو راجہ انہیں آزاد کرا دے — کوئی سانحہ پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صلہ میں غلام آزاد کر دیا جاتا تھا (۱) — نارد اسمرتی میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ آقا کی جان بچانےوالے غلام کو

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ —

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جاے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ھو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گائیں دےکر، آھت غلام روپئے دےکر، لڑائي میں پکڑے ھوے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ھوے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دےکر یا عوض دےکر آزاد ھو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ھوا ھے - آقا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ھوا گھڑا اتھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ھوا تین بار کہتا تھا "اب تو میرا غلام نہیں ھے" - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کي سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھي - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ھی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توھمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ھونے کے باوجود عوام میں توھمات کی کمي نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ - ۵۰ -

هندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - آتھرو وید میں تسخیر، تالیف، تخویف وغیرہ کا ذکر موجود ھے - راجہ کے پروھت آتھرو وید کے عالم ھوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو ٹونے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - ھمارے زمانہ زیر بحث میں ان توھمات کا بہت زور تھا - بان نے پربھاکروردھن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا ھے (۱) - کادمبری میں بھی بان نے لکھا ھے کہ ولاس‌وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی، گنڈے باندھتی تھی، گیدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی، بھوتوں کو خوش کرتی تھی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھہ کے حلقے بنانے، گوروچن سے بھوج‌پتر پر لکھے ھوے منتروں کے جنتر باندھنے، چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکھوں کے اُرسیئے، سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا ھے (۲) - بھوبھوتی نے مالتی‌مادھو میں لکھا ھے کہ اگھورگھنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - "گوڑوھو" میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر ھے - ان اسباب سے ظاھر ھوتا ھے

---

(۱) بان کا ھرش چرت صفحہ ۱۵۴ -
(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -

که همارے زمانہ متعینہ تک هندوستان میں توهمات کا خاصہ زور تھا - لوگ بھوت ' پریت ' ڈائنکنی ' شاکنی ' وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوي کے سورتھو تسو ' نامی کاویہ سے ظاهر هوتا ھے که راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو قتل کرانے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھي -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ هوگا - زمانہ قدیم سے هی هندوستانیوں کے اطوار بہت هی پسندیدہ اور نیک رهے هیں - میگاستھنیز نے لکھا ھے کہ وہ لوگ سچ بولتے تھے ' چوري نہیں کرتے تھے ' اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جواں‌مردي میں ایشیا میں ان کا کوئی همسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ' انھیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھي نہ هوتي تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں هي نہیں تھی - همارے زمانہ کے سیاحوں نے بھی ان کے خوش‌کردار هونے کی خوب تعریف کی ھے - هیونسانگ لکھتا ھے کہ هندوستان کے لوگ سادگي اور ایمانداری کے لئے مشہور هیں - وہ کسي کا مال غصب

نہیں کرتے - الادریسی لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ ہمیشہ حق کی حمایت کرتے ہیں ' حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشہور ہے - ان معاملات میں وہ اتنے نیک نام ہیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے ہیں جس سے ان کا ملک خوش‌حال ہوتا جاتا ہے - (۱) تیرھویں صدی کا شمس‌الدین ابو عبداللہ بدیع‌الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے ہوے لکھتا ہے کہ ہندوستان کی آبادی بہت گھنی ہے ' وہاں کے لوگ دھوکے اور بد نیتی سے نفرت کرتے ہیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرھویں صدی) نے لکھا ہے کہ براہمن اچھے تاجر اور حق پرور ہیں - وہ گوشت مچھلی کا استعمال نہیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے ہیں - وہ طویل‌العمر ہوتے ہیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجھتے تھے ' شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا رہتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ' پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پانی میں ڈوب

---

(۱) الیٹ ' جلد ۱ صفحہ ۸۸ -
(۲) میکس مولر ' انڈیا - صفحہ ۲۷۵ -
(۳) مارکو پولو ' جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ‌کٹک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظیریں ملتی ھیں - بعض اوقات براھمن بھی ضعیف ھو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براھمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ھے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ھے - (۱)

هندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھي جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ھو - زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے اُنھیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ وغیرہ رسوم میں شوھر کے ساتھہ بیٹھنا لازمی تھا - راماین اور مہابھارت میں ھی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ھے - ھمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا - بھوبھوتي اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ھوتا ھے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کي تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

(۱) سي ري ويد، هستري آف ميڈيول انڈيا، جلد ۲ صفحه ۱۹۱ -

نے لکھا ہے کہ راج شری کو بودھ اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواکرمتر کا تقرر ہوا تھا - بہت سی عورتیں بودھ بھکشو بھی ہوتی تھیں جو یقیناً بودھ عقائد سے کما حقہ واقف ہوتی ہوں گی - شنکرا چاریہ کے ساتھ شاسترارتھ کرنے والے منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشہور شاعر راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانہ روزگار تھی - راج شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے کا اظہار کرتے ہوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا ہے وہاں تین مقامات پر اس نے اونتی سندری کی رائے کا بھی حوالہ دیا ہے - اونتی سندری نے پراکرت میں مستعمل ہونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی ہی تصنیف سے پیش کی تھی - ہیم چندر نے اپنی دیسی نام مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے ہیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر اپنے خیالات یوں ظاہر کرتا ہے - "مردوں کی طرح عورتیں بھی شاعرہ ہوں - ملکہ تو روح میں ہوتا ہے، وہ مرد یا عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں کی بیٹیاں، ارباب نشاط، پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی ماہر اور شاعرہ دیکھی جاتی ہیں (۱) - ہمارے زمانہ میں

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۲ صفحہ ۸۰ - ۸۵ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ہوئی ہیں - ان میں سے کچھہ کے نام یہہ ہیں - اِندو لیکھا ، مارولا ، موریکا ، وجکا ، شیلا ، سبھدرا ، پدم سری ، مدالسا اور لکشمی - اتنا هي نہیں ، عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دي جاتی تھی - بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی -! فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتي تھی - بان نے راج سری کو گانا ، ناچنا ، وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ھے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتي ہیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ہیونسانگ لکھتا ھے کہ جس وقت ہون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ہرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبري میں لکھا ھے کہ بلاس‌وتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براھمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کي کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولي - ایکٹ ۲ -

راج سری هیونسانگ سے خود ملی تهی - اُس زمانه کے ناٹکوں میں بهی پردہ کا کوئی ذکر نهیں هے - سیاح ابوزید نے لکها هے که مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تهیں، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتهه عورتیں بهی جاتی تهیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا هے - عورتیں فوجی ملازمت بهی کرتی تهیں، اور راجاؤں کے ساتهه دربار، هوا خوری، لڑائی وغیرہ میں شریک هوتی تهیں - وہ مسلح هو کر گهوڑے پر سوار هوتی تهیں - کهیں کهیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گرفتار کئے جانے کا ذکر بهی آیا هے - دکهن کے پچهمی سولنکی وکرما دتیه کی بهن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع هوئی تهی - اور فن سیاست میں اتنی ماهر تهی که چار صوبوں پر حکومت کرتی تهی - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که اسی نے (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعه کا محاصرہ بهی کیا تها - اسی طرح اور بهی ایسی مثالیں دی جا سکتی هیں جن سے ثابت هوتا هے که اس زمانه میں پردہ کا چلن نه تها - البته تحقیق هے که راجاؤں کے محلوں میں هر خاص و عام کو جانے کی اجازت نه تهی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع هوا - شمالی هندوستان میں مسلمانوں کا زور زیادہ تها - اس لئے وهاں اونچے خاندانوں میں گهونگهٹ اور پردہ دونوں هی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نه هوا وهاں پردہ یا گهونگهٹ کا رواج بهي نه چلا - آج بهی

راجپوتانہ سے دکھن سارے هندوستان میں کہیں پردہ نہیں ہے اور کہیں ہے بھی تو برائے نام -

شادي

منو اسمرتی میں ، جو ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے بن چکي تھی آتھہ قسم کی شادیوں کا ذکر ہے - براهم ، دیو ، آرش ، پراجاپتہ ، آسر ، گاندھرو ، راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ہے کہ اس وقت ان آتھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رہا هو - لیکن روز بروز کم ہوتا جاتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو هي مرجح کہا ہے - وشنو اور شنکھہ اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو هی جائز کہا ہے - هاریت اسمرتي میں تو صرف براهم بواہ کو مناسب کہا گیا ہے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - راجہ ، سردار اور اهل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبہ میں کلچوری راجہ گانگے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی ہونے کا ذکر ملتا ہے - اس زمانہ تک کمسنی کي شادیوں کا رواج نہ تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ہے - شکنتلا اس وقت بالغ هو گئی تھي - گریھیہ سوتروں میں شادي کے کچھہ دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ہے - اس سے صاف ظاهر ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوتي تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کي عمر ١٦ بتلائي ہے - راج سری کي عمر شادي کے وقت ١٢ سال تھی - کادمبری سے معلوم ہوتا ہے

کہ مہا شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادي کے قابل تهي - هاں همارے دور متعینہ کے آخری حصہ میں کم‌سنی کي شادیوں کا آغاز هو چلا تها - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیادہ زور پکڑا - بدھوا بواہ اگر پہلے کی طرح عام نہ تھا ' لیکن متروک بھی نہ هوا تها - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتي میں بدھوا بواہ کا ذکر موجود ہے - وشنو نے یہاں تک لکھا ہے کہ باکرہ بدھوا کی شادی سے جو لڑکا پدا هو وہ جائداد کا وارث بھی ہے - پراشر تک نے لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا هو یا سادھو بن گیا هو ' لا پتہ هو گیا هو ' ذات سے خارج هو گیا هو ' یا قوت مردی سے محروم هو گیا هو تو وہ دوسری شادی کر سکتي ہے - مشہور جین منتری وستوپال تیج‌پال کا بیوہ سے پیدا هونا مشہور ہے - یہہ رواج رفتہ رفتہ کم هوتا گیا اور آخری دوئجوں (جنیو پہننےوالوں) میں بالکل غائب هو گیا - البیرونی لکھتا ہے کہ عورت بیوہ هو جانے پر شادي نہیں کر سکتی - بدھواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بهي عام عورتوں سے جدا هوتے تهے - بان نے راج شری کے بیوہ هو جانے پر اس کا ذکر کیا ہے - آج بهي اونچی ذاتوں میں بدھوا بواہ کا رواج نہیں ' مگر نیچی ذاتوں میں عام ہے -

رسم ستي

ستی کا رواج همارے زمانہ کے کچھہ پہلے شروع هو گیا تها - اور مخصوص میں کسی نہ کسی وجہ سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا - ھرش کی ماں خود ستی ہو گئی تھی - ھرش چرت میں اس کا ذکر موجود ھے - راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ، پر ھرش نے اُسے روک لیا - ھرش کی تصنیف "پریہ درشیکا" میں وندھیہ کیتو کی عورت کے ستی ہونے کا ذکر آیا ھے - اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبہ سے بھانوگپت کے سپہ‌سالار گوپ راج کی بیوی کے ستی ہونے کی نظیر موجود ھے - البیرونی لکھتا ھے "بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ھیں ، یا ستی ہو جاتی ھیں - راجاؤں کی عورتیں ، اگر بوڑھی نہ ھوں تو ستی ہو جاتی ھیں" (۱) - سبھی بیواؤں کے لئے ستی ہونا لازمی نہ تھا - یہہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا -

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی - اُن کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی - وید ویاس نے منو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ھے وہ پڑھنے لائق ھے - اُس کا لب‌لباب یہ ھے - عورت شوھر سے پہلے اُٹھہ کر گھر صاف کرے ، اسنان کرے اور کھانا پکائے ، شوھر کو کھلاکر پوجا کرے - تب خود کھائے ، باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے - شام کو بھی گھر میں جھاڑو

---

(۱) البیرونی جلد ۱ - صفحہ ۱۵۵ -

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے - منو اسمرتی میں لکھا ہے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ہے، وہاں دیوتا رہتے ہیں - اُسی میں لکھا ہے - آچارج اپادھیائے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ہے، لیکن ماں باپ سے ہزار گنی قابل تعظیم ہے - عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق ہم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے -

---

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ، پرمغز اور بلندپایہ تھا - علمائے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ، صرف و نحو ، آیوروید ، نجوم ، ریاضیات ، نظریات ، صنعت و حرفت ، سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ، ناٹک ، ناول ، قصے ، کہانیاں ، علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آ جاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے ، تامب پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بهاشا عوام کی زبان تهی - یہی بول چال کی زبان تهی - اس کا ادب بهی بہت ترقی کر چکا تها -

(۳) جنوبی هند میں اگرچہ علما میں سنسکرت کا رواج تها، مگر وهاں بول چال کی زبان دراوڑی تهی جس میں تامل، تلگو، ملیالم، کنّاڑی وغیرہ زبانیں شامل تهیں - همارے زمانہ میں ان زبانوں کا ادب بهی ترقی کے شاهراہ میں گامزن هوا - اب هم سلسلہ وار ان تینوں بهاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے هیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے همارا دور مخصوص ترقی کر چکا تها - همارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون هو چکا تها، لیکن اس زمانہ میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رهی - هم اس زمانہ میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکهتے - اس کا خاص سبب یہہ هے کہ عیسیٰ کی قبل چهٹویں صدی میں پانِنی نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یہہ حوصلہ نہیں هوا کہ وہ پانِنی کے اصولوں سے منحرف هو، کیونکہ پانِنی کو لوگ مہرشی سمجهتے تهے، اور سب کو ان سے عقیدت تهی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تها - یہہ حالت زمانہ قدیم سے چلی آتی هے - جبهی تو پتنجلی نے بهی پانِنی کے سوتروں میں بعض

موقعوں پر غلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانڈی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے - اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نشونما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں ' اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - خدائے سخن کالی داس ' بھاس ' اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ھی جلوہ‌افروز ھو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر ' ناٹک ' اپنیاس ' کتھائیں ' وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ھندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انھیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ھزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ھو چکی ھیں اور ھزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رھی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رھی ھیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پته دے رهی هیں - اس زمانه کی موجوده نظموں اور ادبیات سے پته چلتا هے که اس زمانه کی زیاده تر تصانیف راماین اور مہابھارت کے واقعات سے هی ماخوذ هیں - هم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیه کتابوں کی تعداد بہت تهوڑی ره جائیگی - یہاں هم سنسکرت کے بعض ادبی جواهرریزوں کا ذکر کرتے هیں -

کراتارجن — اس کا مصنف بھاروی ساتویں صدی میں هوا تها - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے هے - یه مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں، سیاسیات کے اعتبار سے بهی اعلیٰ درجه کی هے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف هے - اس کے آخری حصه میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے هیں - ایک شلوک میں تو "न" کے سوا اور کوئی حرف هی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त هے (۱) -

امروشتک بهی ایک لاثانی شاعرانه تصنیف هے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا هے که مصنف عشاق کی خوشی اور رنج، فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں یدطولیٰ رکھتا هے -

بهٹی کاویه — اسی بهٹی نے جو ولبهی راجه دهرسین کا وظیفه‌خوار تها، ادبیات کے پیرایه میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥

(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ہے - اس کے ساتھہ ہی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ہے -

شوپال بدھہ — اس میں کرشن کے ھاتھوں شوپال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ہے - اس کا مصنف ماگھہ ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ہوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات، لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ہے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ہے —

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ہے، بھاروی لطافت معنوی میں یکتا، دنڈی محاسن شاعری میں فرد، لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ہے" -

نلواودے — اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ہے - اس کا طرز بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ہے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبی ہے - قافئے صرف آخر میں نہیں، وسط میں التزاماً لائے گئے ہیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ہے -

راگھو پانڈوی — اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) - اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ نظم کئے گئے ہیں - ہر ایک شلوک کے دو معنی ہوتے ہیں - ایک راماین کی کتھا کا مظہر ہے، دوسرا مہابھارت کی کتھا کا - اس طرز کے اور بھی کاویہ موجود ہیں -

پارشوابھیودے — یہ کتاب جین آچارج جن سین نے دکھن کے راشٹرکوٹ راجہ اموگھہ برش (نویں صدی) کے زمانہ میں لکھی - اس کی خوبی یہہ ہے کہ پارس ناتھہ کے حالات کے ساتھہ کہیں آخری بند، کہیں پہلا اور چوتھا بند، کہیں پہلا اور تیسرا بند، اور کہیں دوسرا اور تیسرا بند میگھدوت سے لیا ہے - اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگھدوت کو شامل کر دیا ہے اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی - اس کتاب سے میگھدوت کا صحیح متن معلوم ہو جاتا ہے -

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے پر ہے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے ہیں، لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارھویں صدی میں لکھی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکھتی - شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکھایا ہے - اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اُس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ ساری نظم بے انتہا شیریں اور پرتاثیر ہے - اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے ہیں - اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا ہے - اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی ہے -

ان کے علاوہ اور بھی کتنی ہی رزمیہ نظمیں ہمارے زمانہ زیر بحث میں لکھی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل هیں - مشہور شاعر چھیمیندر نے ؛ رامائن منجری ؛ ؛ بھارت منجری ؛ اور ؛ دس اوتار چرت ؛ ؛ سمے ماترکا ؛ ؛ جاتک مالا ؛ ؛ کوی کنٹھہ آبھرن ؛ ؛ چترپرگ سنگرہ ؛ وغیرہ چھوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف کیں - کماراداس کا ؛ جانکی ھرن ؛ ھردت کا ؛ راگھو نیشدھی ؛ منکھہ کا ؛ شری کنٹھہ چرت ؛ ھرش کا ؛ نیشدھہ چرت ؛ وستوپال کا ؛ نر نارائن آنند کاویہ ؛ راجانک جے رتھہ کا ؛ ھر چرت چنتامن ؛ راجانک رتناکر کا ؛ ھر بجے مہاکاویہ ؛ دامودر کا ؛ کٹنی نیمت ؛ باگ بھٹ کا ؛ نیمی نروان ؛ دھننجے کا ؛ دوی سندھان مہاکاویہ ؛ سندھیاکر نندی کا ؛ رام چرت ؛ ولھن کا ؛ وکرمانک دیو چرت ؛ پدم گپت کا ؛ نو ساھسانک چرت ؛ ھیم چندر کا ؛ دویا شرے مہا کاویہ ؛ جیانک کا ؛ پرتھی راج بجے ؛ سوم دیو کي ؛ کیرتی کومدی ؛ اور کلھن کي ؛ راج ترنگنی ؛ صدھا رزمیہ نظمیں هیں - ان میں سے پچھلی سات تاریخیں هیں -

مجموعۂ لطائف و ظرائف

همارے زمانہ میں لطائف و ظرائف کے کئی اچھے مجموعہ هو چکے تھے - امت گتی (۹۹۳ ع) کے ؛ سوبھاشت رتن سندوہ ؛ اور بلبھہ دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے ؛ سوبھا

(۱) کئي علما اسے چودھویں صدي کي تصنیف مانتے هیں مگر یہ صحیح نہیں - سروانند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ع) میں هوا تھا امر کوش کي ''ٹیکا سروسو'' نام کي تشریح میں ''سوبھاشتاولي'' کے اجزا نقل کئے هیں -

شتاولی ' کے علاوہ ایک بودھہ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ھے جو مشہور ماھر سلف ڈاکٹر تامس نے ' کویندر بچن سمچے ' کے نام سے شائع کیا ھے - اس کتاب کی بارھویں صدی کی لکھی ھوئی ایک نقل ملی ھے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ھو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ھے - ھمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظرانداز نہیں کیا - چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج هندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ھے - بودھوں اور جینیوں کے مذھبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں ' اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی - سنہ ۶۰۰ع سے قبل کتنی ھی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ھیں - مشہور زمانہ ' پنچ تنتر ' بھی تیار ھو چکا تھا - اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا - ھاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلوی زبان میں ترجمہ ھو چکا تھا - یہ کتاب اتنی مقبول ھوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ھو گئے - اس کے سوا ھمارے زمانہ کے بہت پہلے ' برھت کتھا ' بھی موجود تھی جسے " گناڈھہ " نام کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکھا تھا - ڈنڈی ' سوبندھو اور بان وغیرہ شعرا نے یہی تحقیق کی ھے -

چھیمیندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں ' برہت کتھا منجری ' کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت سوم دیو نے بھی ' کتھا سرت ساگر ' کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا - اس کا تیسرا ترجمہ بھی ' برہت کتھا شلوک سنگرہ ' کے نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال ' پچیسی ' ' سنگھاسن بتیسی ' اور شوک بہتری ' وغیرہ قصص کے مجموعے بھی ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی نثر کے ناول یا ' آکھیائکائیں ' بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دنڈی کوی کی تصنیف ' دش کمار چرت ' سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و رواج ' عام تہذیب ' راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندھہ کا بنایا ہوا "واسودتا" بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا لوہے کے چنے چبانا ہے - کہیں کہیں تو ایک ہی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پتہ بھلے ہی ملتا ہو، پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی ادق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے - بان کے "هرش چرت" اور "کادمبری" بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں ہیں - "هرش چرت" ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے - اس سے هرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بندشوں سے پرھے - اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا ہے - جذبات اور زبان ہردو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ہے - اِس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے - اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا - اس کا قصہ ثانی اس کے بیٹے پلن بھٹ نے لکھہ‌کر کتاب پوری کر دی - ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کردی ہیں کہ اور کسی مصنف کے ہاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہہ ضرب‌المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتھں خوار ہیں سوڈھل کی "اُدے سندری کتھا" اور دھن‌پال کی "تلک‌منجری" بھی رنگین نثر کے بیش‌بہا نمونے ہیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور "نل‌چمپو" ہے جس سے تری بکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ع کے قریب بنایا تھا - سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ھی کانڈ لکھے جا سکے -

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ھندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانڈی کے قبل ھی جو عیسوی کی چھٹوھی صدی میں پیدا ھوا اس کے اصول و قواعد منضبط ھو چکے تھے - پانڈی نے شلالی اور کری شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا - ھمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ھو گذرے تھے اور ھمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ھوئی - مہاراجہ شودرک کا بنایا ھوا "مرچھہ کٹکا" بلندپایہ ناٹک ہے - اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھہ دکھائے گئے ھیں - قنوج کے راجہ ھرش وردھن نے جو بہت ھی علم دوست واقع ھوا تھا "رتناولی" واور "پریہ درشکا" نام کے دو ناٹک لکھے - افراد کی تشریح اور اقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ھی ناٹک اونچے

درجہ کے هیں - اس کا تیسرا ناٹک " ناگانند " ہے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ہے - اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بھو بھوتی بھی زمانہ زیر تنقید میں ہوا - بھوبھوتی برار کا رہنے والا براہمن تھا - اُس کے تین ناٹک " مالتی مادھو " " مہابیر چرت " اور " اُتر رام چرت " موجود هیں - ان میں ہر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا ہے - " مالتی مادھو " میں " شرنگار رس " (حسن و عشق) " مہابیر چرت " میں " بیر رس " (دلاوری) اور " اُتر رام چرت " میں " کرونا رس " (درد و غم) غالب ہے - مگر جذبات درد کے اختیار میں بھوبھوتی کو سبھی شعرا پر تفوق ہے - اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز ہے - اُس کے ناٹکوں میں یہہ عیب ہے کہ افراد کی گفتگو بہت طولانی ہو گئی ہے اور اس لئے وہ کالی داس یا بھاس کے ناٹکوں کی طرح کھیلے جانے کے لئے موزوں نہیں هیں - بھٹ نارائن ہے تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس سنہ میں پیدا ہوا - اس کا " بینی سنگھار " ناٹک بہت اونچے درجہ کا ہے - اس میں مہا بھارت کی لڑائی کا ذکر ہے - چنانچہ " ویر رس " اس کی خصوصیت ہے - " مدرا راکشس " کا مصنف وشاکھہ دت بھی آٹھویں صدی کے قریب ہوا - یہہ ناٹک اپنے رنگ میں فرد ہے - اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں ہے - راج شیکھر نے بھی جو قنوج کے راجہ مہندر پال اور مہی پال کا وظیفہ خوار تھا کئی اچھے ناٹک لکھے - وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جید عالم تھا - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی ہے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ہے - اس کے " بال رامائن " اور بال " مہابھارت کا " موضوع تو نام سے ہی ظاہر ہے - اس کا تیسرا ناٹک " ودھہ شال بھنجکا " ایک ظرافت آمیز ناٹک ہے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ہوا تھا " ہنومان ناٹک " لکھا جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہہ سکتے ہیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) " پربودھہ چندرودے " نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ہے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا ہمسر نہیں - اس میں قناعت ' عفو ' حرص ' طمع ' غصہ ' تکبر ' حسد ' نگاہ باطل وغیرہ افراد ہیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناٹک کو اہم کہہ سکتے ہیں - ان ناٹکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناٹک ہیں - مراری کا لکھا ہوا " انرگھہ راگھو " بلھن کا لکھا ہوا " کرن سندری " (ناٹکا) ' چندیل راجہ پرمردی دیو کے وزیر بتس راج کے لکھے ہوئے چھہ روپک (تمثیلات) - " کراتار جنی " (ایک ایکٹ کا ناٹک) " کرپور چرت " (بھانڑ - مذاقیہ ڈراما) " رکمنی پرنے " (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - " ترپرداہ " (ڈم - شیطانی ڈراما) " ہاسیہ چوڑامنی " (ظرافت کا ڈراما) اور " سمدر متھن " (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوہان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ہوا " ہرکیلی ناٹک " سومیشور کا " للت وگرہ راج " پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرھلادن دیو کا " پارتھہ پراکرم " وغیرہ اچھے ڈرامے ہیں - ان کے علاوہ اور بھی صدہا ناٹک لکھے گئے ' جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

لہجہ صنائع وغیرہ ارائین ا ب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ہمارے زمانہ میں اچھی ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صنائع ' رنگ (رس) اور لہجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - ممت نے " کاویہ پرکاش " لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقی حصہ الکھہ سوری نے لکھا - گوبردھن آچاریہ کا " دھون آلوک " بھاما کا " النکار شاستر " - راج شیکھر کی " کاویہ میمانسا " ھیم چندر کا " کاویہ انوشاسن " باگ بھٹ کا لکھا ہوا " کاویہ انوشاسن " اور " باگ بھٹ النکار " ادبھٹ کا " کاویہ النکار سنگرہ " رودرٹ کا " کاویہ سنگرہ " بھوج کا " سرسوتی کنٹھہ آبھرن " خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - اس موضوع سے متعلق ہمارے زمانہ میں بھی کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - چھند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو سمجھا جاتا ہے - اس پر بھی متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی ہیں ' جن میں پینگل اچاریہ کا " پنگل چھند سوتر " سب سے قدیم ہے - ہمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے داموذر مسر کا بانی

بھوشن ، ھیمچندر کا ٫ چھند انوشاسن ، اور چھیمیندر کی تصنیف ٫ سوورت تلک ، قابل ذکر ھیں -

ھم اوپر کہہ چکے ھیں کہ ھمارے سیکڑوں کاویہ ، ناٹک ، اوپنیاس ، تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ھوا تلف ھو گئے - جو اب بھی موجود ھیں ان کا ھم نے صرف نام گنا دیا ھے - ممکن ھے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی اھمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسری نظر

سنہ ۶۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ھے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقي کے درجہ پر پہونچا ھوا تھا - کاویہ ، صنائع ، چھند شاستر (علم عروض) ٫ ناٹک ، سبھی اصناف شاھراہ ترقی پر گامزن نظر آتے ھیں - ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں ھیں بلکہ شجاعت ، درد ، وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بھی نظر آتی ھے - اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ھے - بھاروی کا ٫ کراتارجنی ، سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف ھے - بان کی کادمبری اور ٫ ھرش چرت ، میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ھے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی - بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ھے -

شاعری هندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی — صرف نظم سے متعلق کتابیں هی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں — اتنا هی نہیں ' هم دیکھتے هیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش ہے — اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی —

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اهمیت دی جاتی تھی — وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن هی اولی اور اول سمجھا جاتا تھا — سنہ ۱۰۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل هو چکی تھی — پانڈی کے ویاکرن پر کاتیائن اور پتنجلی اپنے بارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے — شرب ورما کا د کاتنتر ویاکرن ' بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا — اس پر سات تفسیریں مل چکی هیں — هم دیکھتے هیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن هندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رها — پنڈت هونے کے لئے ویاکرن میں ماهر هونا لازمی تھا — همارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلی درجہ کی کتابیں لکھی گئیں — سب سے پہلے پنڈت

جيادتيه اور بامن نے سنه ٦٦٢ع کے قریب پانني کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام "کاشکا برتی" رکھا - یهه بهت مفید تصنیف هے - بهرت هری نے بهاشا شاستر (علم اللسان) کے نقطهٔ نگاه سے ویاکرن پر 'واکیه پردیپ' نام کی ضخیم کتاب لکھی اور 'مهابهاشیه دیپکا' اور مهابهاشیه ترپدي' نام کے خطبے بهي تیار کئے - اس زمانه تک 'أنادي سوتر' بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر سنه ١٢٥٠ع میں اجل دت نے لکھي - پانني کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھي لکھی گئیں - چندر گومن نے سنه ٦٠٠ع کے قریب 'چاندر ویاکرن' لکھا - اس میں اس نے پانني کے سوترون اور مهابهاشیه سے بھی مدد لی هے - اسی طرح جین 'شاکتائن' نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی - مشهور جین عالم هیم چندر نے اپنے زمانه کے راجه سدهه راج کی یادگار قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے هي زیادہ مبسوط 'سدهه هیم' نام کا ویاکرن لکھا - جین هونے کے باعث اُسی نے وید کي زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نهیں کیا - اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدها چھوتی چھوتي کتابیں مرتب هوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یهه هیں : وردهه مان کي لکھی هوئی 'گن رتن مهو ددهي" بهاسرودگیه کی لکھی 'گن کارکا' بامن کی لکھی هوئی 'لنگانوشاسن' هیم چندر کی لکھی هوئی 'أنادی سوتر برتی' دهاتو پاتهه' 'دهاتو پارائن' 'دهاتو مالا' اور 'شبد انوشاسن' وغیرہ -

لغت

هم اوپر لکھہ چکے هیں کہ سنسکرت کے نشو کا رجھان اصلاح زبان کی طرف نہیں ، بلکہ ذخیرہ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا - اس زمانہ میں اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھہ گیا تھا - اس لئے لغت کی ضرورت محسوس هوئی اور کئی لغت بنے - اس میں بعض ایسے هیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے هیں اور کچھہ ایسے هیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی ہے - کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی ہے - امر سنگھہ کا مرتب کیا هو امر کوش جو منظوم لغت ہے نہایت مشہور تصنیف ہے اور همارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا ہے - یہہ ' کوش ' اتنا مقبول هوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع هوئیں ، جن میں سے اب چند هی تفسیروں کا کچھہ نشان ملتا ہے - بہت چھیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ١٠٥٠ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور ہے - پرسوتم دیو نے ' ترکانڈ شیش ' کے نام سے امر کوش کا ایک تتمہ لکھا - یہہ بہت هی مفید مطالب مجموعہ ہے کیونکہ اس میں بودھہ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے هیں - اسی مصنف نے ' هاراولی ' نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے هیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاھئے - شاشوت کا لکھا ہوا 'انیکارتھہ سمچے' بھی نہایت کارآمد تصنیف ھے - ھلایدھہ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب 'ابھی دھان رتن مالک' نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک ھیں - دکھنی عالم یادو بھت کا 'ویجینتی کوش' بھی اچھي کتاب ھے - اس میں الفاظ 'حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھہ ساتھہ ردیف‌وار لکھے گئے ھیں - ان لغات کے علاوہ دھننجے کی 'نام مالا' مہیشور کی 'بشو پرکاش' اور منکھہ کوي کی 'انیکارتھہ کوش' وغیرہ مجموعے بھی تیار ھوئے - ھیم چندر کا 'ابھی دھان چنتا منی' معرکۃالارا تصنیف ھے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تتمہ ھے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - اِس کا نام 'نگھنت کوش' ھے - اس نے انیکارتھہ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب کیشو سوامی نے نانارتھہ سنکاپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

ھمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقي کی انتہا تک پہونچا ہوا تھا - اس کے قبل ھندوستان میں فلسفہ کے چھہ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیاے 'ویشے شک'

سانکھیہ ' یوگ ' پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) - پانڈی نے نیائے سے " نیائک " کا استخراج کیا ھے - سبھی شعبے منتہائے عروج پر تھے - ان کے - علاوہ بودھہ اور جین فلسفہ نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا - قوم کی خوشحالی ' ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں معاش کی جانب سے بےفکری کا قدرتی نتیجہ تھا کہ فلسفہ کو فروغ ھو - سنہ ۲۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوتر گرنتھہ) مرتب ھو چکی تھیں اور ان پر عالمانہ و محققانہ تفسیریں بھی لکھی جا چکی تھیں -

نیائے درشن

نیائے فلسفہ کے اس شعبے کو کہتے ھیں جس میں کسی شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں قائم کی گئی ھوں - اس درشن کے مطابق ان سولہ اسباب (پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مبنی ھے -

دلیل ' وھم ' علت ' وہ شے جو ثابت کی جائے ' تمثیل ' حقیقت ' بحث ' حجت ' تحقیق ' مقدمہ ' مناظرہ ' اعتراض ' دلیل قاصد ' انحراف ' تذلیل ' تردید -

دلیل کے چار اقسام ھیں - بدیہ (پرتیکش) ' قیاس (انومان) ' تقابل (اُپما) ' اور شہادت (شبد) -

بدیہ کی دلیل بزرگوں کے اقوال ھیں - معنوی امور کی دلیل وید ھیں - وید منجانب خدا ھیں - اس لئے

اُن کے مقولات ہمیشہ مستند اور صادق ہیں - پرمیئے (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) بارہ ہیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قواء ذہنیہ -

(۴) ارتھہ (وہ اشیاء جن سے خواہشات کی تکمیل ہو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے ہیں -

(۹) پنر جنم (تناسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھہ

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچھا (اِرادہ) دویش (منافرت) ؛ پریتن (سعی) ؛ سکھہ ؛ دکھہ اور علم حقیقی ؛ آتما کے ارکان ہیں - آتما ہی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا جالب ہے - دنیا کا خالق آتما ہی ایشور (پرم آتما) ہے - آتما ہی کی طرح

ايشور ميں بهي اعداد ' مقدار ' تشخيص ' اتصال ' انفصال ' ادراک ' ارادہ ' علم وغيرہ صفات هيں مگر مستمر صورت ميں - پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق همارا جسم پيدا هوتا هے - عناصر خمسه حواس کی تخليق هوتی هے اور ذرات کے اجتماع سے تکوين -

نياے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح هوگا که هندو نياے شاستر محض منطق نہيں هے بلکه پرميوؤں (وہ اشياء جو ثابت کی جائيں) سے بحث کرنے والا فلسفه هے - مغربی منطق يا Logic سے اسے کوئی نسبت نہيں -

نياے شاستر کا مصنف گوتم تها - اس کے نياے سوتروں کی شرح باتسائن نے کی - اور اس شرح کي تفسير ساتويں صدي کے آغاز ميں اُدوتکر نے لکهی - يہه تفسير نياے شاستر کے علما ميں بہت مستند سمجهی جاتی هے - واسودتا کے مصنف سوبندهو نے ملی ناگ ' نياے استهتی ' دهرم کيرتی اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کيا هے - قياساً يہه سبهی ساتويں صدی کے آغاز ميں هوئے هوں‌گے - اُدوتکر کی تفسير واچسپتي مسر نے لکهی ' اور اس تفسير کی تفسير مزيد اُديئنا چارج نے تاتپريه پری شدهي نام سے لکهی - سنه ۹۸۴ عيسوي کے قريب ايک دوسرے اُدين نے اپني مشہور کتاب , کسمانجلی ، لکهی - اس ميں اس نے نياے شاستر کے اُصولوں سے ايشور کا وجود ثابت کيا هے - دنيا ميں مسئلة توحيد پر جتني کتابيں لکهی گئی هيں

20826

اُن میں اس کا بھی شمار ہے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت انگیز ہے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں، سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رہنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ہے - اُس نے بودھہ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب "بودھہ دھکار" لکھی- یہہ سب کتابیں قدیم نیاے شاستر سے تعلق رکھتی ہیں -

سنہ ۶۰۰ع سے نیاے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھہ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ہوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیاے کہتے ہیں - بودھہ منطقی دنگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالندہ میں رہنے والے دھرم پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں "نیاے بندو" نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم ھیم چندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ تر کتابیں اب لاپتہ ہیں - ہاں تبت میں بودھہ نیاے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ہیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ہو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ہوا- بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے "تتو چنتامنی" لکھہ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

9.1595

1 ا ع

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ ھے - زمانہ مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رهی نہ حق کی جستجو - محض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج ھے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفہ کا نام ھے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق ھو - مہرشی کناد اس کے بانی ھیں - اس درشن اور نیائے درشن میں بہت کچھہ مماثلت ھے - دونوں ایک ھی فلسفہ کی دو شاخیں ھیں اور اُصول میں نیائے کہنے سے دونوں ھی مراد ھوتے ھیں - کیونکہ گوتم کے نیائے میں استدلال کا رنگ غالب ھے ' اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک ھیں - نیائے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی ھے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھہ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا ھے - درویہ (مفردات) نو ھیں - زمین ' پانی ' روشنی ' هوا ' فضا ' زمانہ ' جہت ' روح ' پرم‌آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث ھیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود ھیں - من قدیم ھے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ وشیش کے معنی خاص ھیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھہ صرف چھہ ھیں - درویہ (مجردات) ' گن (صفت) ' کرم (حرکت) ' کلیت ' جنسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ "نیستی" ہے - گن چوبیس ہیں - رنگ، مزہ، بو، احساس، تعداد مقدار، تجرد، وصل، فصل، تقدم، تاخر، ثقل، رقت، التزام، سماع، تکلیف، راحت وغیرہ - حرکت پانچ قسم کی ہے دوری، قبض، انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیان نہیں - مادہ قدیم اور لافانی ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہیں حالات کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی ارادہ یا تحریک سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین درشن سے یہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ہیں - مگر ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست پاد کا "پدارتھہ دھرم سنگرہ" غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے سنہ ۹۹۱ ع میں "پدارتھہ دھرم سنگرہ" کی ایک نہایت عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علت ہے ' - اور ستو ' رج اور تم (سرور ' خواہش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق ہوئی ہے - آتما ہی پرش ہے - وہ عمل سے خالی ' شاہد ' اور فطرت سے جدا ہے - سانکھیہ کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں ہے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں - ' پرش (آتما) ' پرکرتی (مادہ) ' مہاتتو (عقل) ' اہنکار (انانیت) ' گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل) ' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم ہے - بدھہ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھہ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' پر ' سانکھیہ تتو کومدی ' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی ہیں اور جو ملتی بھی ہیں وہ ہمارے دور کی نہیں - یہہ امر یقینی ہے کہ اس خیال کے مقلد گیارھویں صدی میں بڑی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا ہے - ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' اُس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے ہیں - اُپنشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ھے اس سے تو وہ موحد معلوم ھوتا ھے پر ایشور کرشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت کیا ھے -

یوگ

یوگ وہ درشن ھے جس میں خیال کو یکسو کرکے ایشور میں مستغرق ھو جانے کے طریقے بتلائے گئے ھیں - یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ھی کی تائید کی گئي ھے لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس عناصر مانے گئے ھیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے اثر سے پاک ، ایشور ھے - اس میں یوگ کے مقاصد ، ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ھے - یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار ھوتا ھے : جہالت ، انانیت ، خواھش ، کینہ ، اور الفت - ھر ایک آدمي کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا پڑتا ھے - ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر کو یوگ کہتے ھیں - یوگ کی عملیات کي مشق کرتے کرتے بتدریج انسان کامل ھو جاتا ھے اور بالآخر نجات حاصل کر لیتا ھے - ایشور ازلی ، مختار ، لاشریک ، لاثانی اور قید زمان سے آزاد ھے - دنیا دارالمحن ھے اس لئے قابل ترک - یوگ کے آٹھ ارکان یہہ ھیں - تزکیہ اخلاق ، ضبط ، طرز نشست ، حبس دم ، تزکیہ نفس ، تیقن ، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی ھے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وھی خیال ھے جو سانکھیہ کا ھے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ھیں -

اس درشن کا هندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے ھی اس کے مقلد ھو گئے - یوگ سوتروں کی ' ویاس بھاشیہ ' کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا ' یوگ سار سنگرہ ' بھی ایک مستند تصنیف ھے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش ھو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - ھتھہ یوگ ' راج یوگ ' لے یوگ ' وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ھے کہ پہلے میمانسا کا نام نیائے تھا - ویدک اقوال کے باھمی مناسبت اور توازن کے لئے جیمنی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیائے کے نام سے مشہور تھے - ' آپستمب دھرم سوتر ' کے نیائے سے پورب میمانسا ھی مقصود ھے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق ' سار سنگرہ ' نامی کتاب لکھی جو ' نیائے مالا وستار ' نام سے مشہور ھے - اسی طرح

واچسپتی نے ' نیائے کنی کا ' نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ھے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ھے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم ' قربانیوں ' یگیوں کا ذکر آیا ھے ان کی تفصیل کی گئی ھے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ھی ذریعہ نجات سمجھتا ھے - اس لئے میمانسا کے مقلد ھر ایک انسانی یا وحدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ھیں - میمانسا میں آتما ' برھم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ھے - یہہ صرف وید کی ازلیت ثابت کرتا ھے - اس کے مطابق وید منتر ھی دیوتا ھیں - اس کا قول ھے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ھی کئے جاتے ھیں - نتیجہ عمل سے ھی حاصل ھو سکتا ھے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے ' شبد ' یا آواز کو قدیم مانتے ھیں ' نیائے والے حادث ' سانکھیہ اور میمانسا دونوں ھی وجود خدا سے منکر ھیں - وید کا مستند ھونا دونوں تسلیم کرتے ھیں - فرق صرف یہی ھے کہ سانکھیہ والے ھر ایک کلپ (کلپ کئی ھزار سالوں کا ھوتا ھے) میں وید کی تجدید کے قائل ھیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ھیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ھے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھہ زمانہ کے بعد میمانسا کے دو حصے ہو گئے - اُن میں ایک کا بانی کمارل بھٹ ساتویں صدی میں ہوا - اس نے میمانسا پر " کانکتر وارتک " اور " شلوک وارتک " دو کتابیں تصنیف کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودھوں پر اعتراضات کئے - مادھو اچاریہ نے اس موضوع پر " جیمنیہ نیاے مالا وستار " نام سے ایک معرکۃالارا کتاب لکھی - اس فلسفہ کا نام پورب میمانسا اس لئے پڑا کہ " کرم کانڈ " (شریعت) اور " گیان کانڈ " (معرفت) میں سے سابق کی اس میں تفصیل کی گئی ھے - اس لئے نہیں کہ یہ " اُتر میمانسا " یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی ھمارے دور میں سب سے زیادہ اشاعت ہوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی سب سے قدیم تفسیر جو بھاگری نے لکھی اب موجود نہیں - دوسری تفسیر جو شنکراچاریہ نے لکھی وہ موجود ھے -

شنکراچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریہ نے اس دور میں مذہبی اور علمی انقلاب پیدا کر دیا - مذہبی انقلاب کا مختصر ذکر ھم اوپر کر چکے ہیں - انہوں نے ویدانت میں " ادویت واد " یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نہ ہونا اتنے محققانہ اور مجتہدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا باد" کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا کچھ ذکر آتا ہے جسے سنکراچاریہ نے بہت اهمیت دےکر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود "ادویت واد" کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے "ویدانت سوتر' گیتا اور اُپنشدوں کا بھاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے دندان‌شکن طرز استدلال' لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کتنے ہی علما کو ان کا مقلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ ہی نہیں لکھا' بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھہ مختصر تذکرہ ضروری ہے - نیاے اور ویشیشک نے ایشور' جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ہے - سانکھیہ

نے دو هی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد — همه اوست — کا اصول قائم کیا - برهم هی دنیا کی علت اور معلول دونوں هے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی هیں وہ سب خیالی اور عارضی هیں - برهم کا وجود روحانی هے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ هے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاهری صورتیں هیں - جیو اور برهم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال هے کہ یہہ برهم کی فرضی صورت هے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان هوتا هے اسی طرح ازلی اور لطیف برهم میں هم مغالطه آمیز' اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے هیں - یہہ عالم نہ تو برهم کی حقیقی صورت هے اور نہ اس کا فعل یا معلول هی - مایا کے باعث هی برهم مختلف صورتوں میں نظر آتا هے - برهم کے ساتھہ مایا کے مل جانے هی سے جیو بنتا هے - گیان سے مایا کا پردہ دور هو جاتا هے اور حقیقی ایشور رہ جاتا هے - مایا ایک ناقابل بیان شے هے -

اس ادویت‌واد یا مایا واد پر بودهہ دهرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تها - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریہ کو بودهہ ثانی کہتے هیں - اگرچہ بودهہ دهرم کے زوال کے ساتھہ بودهہ فلسفہ کا بهی انحطاط هو گیا تها پر دنیا کو باطل اور مغالطه آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریہ نے بدستور قائم رکها - برهم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ھندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ھوا - یہی سبب ھے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ ھو گیا - شنکراچاریہ کے بھاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار ھے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذھبی جماعت کی شکل دےکر ھندوستان کے چاروں گوشوں میں متھہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ھے - ان متھوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ھوئی - شنکراچاریہ کے پیرؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رامانج اور ان کا وشست ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک ' ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رھا - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارھویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا - اسے ھم وششت‌ادویت واد کہہ سکتے ھیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برھم سے جدا ھونے پر بھی جدا نہیں ھیں - اس فرقہ میں اگرچہ برھم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ھی مانے جاتے ھیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ھو جاتے ھیں - جیو اور برھم میں وھی تعلق ھے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

هے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی هے اسی طرح جیو بهی برهم هی سے نکلتا هے - برهم واحد هے اور کثیر بهی - وہ صرف علامت هے - اس فلسفه کے دنیاوی اصول سانکهیه درشن هی کے اصولوں سے ماخوذ هیں - در اصل دویت اور ادویت دونوں کے درمیان یهه وسطی راسته هے - اِسے " بهیدا بهیدواد یا دویت‌ادویت بهی کهتے هیں -

رامانج نے بهی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی تاویل دویت‌واد کے نقطه سے کی اور ' شری بهاشیه ' لکها - انهوں نے بهی شنکراچاریه کی طرح دکهن میں ایک فرقه جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے - اگرچه یهه فرقه شنکراچاریه کے فرقه کی طرح رائج نه هوا تو بهی اُس کی کافی اشاعت هوئی -

مادهواچاریه اور ان کا دویت‌واد

رامانج کے زمانه میں هي مادهواچاریه نے بهی دویت واد کی تلقین کرکے مادهو فرقه قائم کیا - انهوں نے بهی سات پرانے اُپنشدوں ' بهگوت گیتا ' بهاگوت پران ' اور ویدانت سوتروں پر دویت نقطهٔ نگاہ سے بهاشیه اور کئی مستقل کتابیں لکهیں - انهوں نے سانکهیه اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعه انهوں نے ' تتو سنکهیان ' نامی کتاب میں کیا هے - انهوں نے ایشور جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا هے - ویدانت فرقه میں وہ شنکراچاریه کے مخالف تهے - اس فرقه میں بهی علمی صورت کے مقابله میں مذهبی صورت هی زیاده اختیار کی -

اِس طرح ہمارے دور میں ویدانت فرقہ نے بہت زیادہ ترقي کي - مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کي تاویلیں کر کے کئی فرقے قائم کر دئیے - اگر چہ ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ہیں مگر شنکراچاریہ کا ادویت واد سب پر حاوي ہے - اُس کا ایک نتیجہ یہہ بھي ہوا کہ سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکھی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیدہ نے ہندؤوں کے جو پہلے ہی بودھہ دھرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے ہوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھي تک قائم ہے -

چارواک

ان چھہ فلسفیانہ فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے - چارواک کا فرقہ بھی بہت قدیم ہے - اس کے سوتروں کا مصنف برھسپتی زمانہ قدیم میں ہو گزرا تھا - بودھوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقہ کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نہیں کہا جا سکتا یہہ فرقہ کب تک منتظم صورت میں قائم رہا - اتنا تحقیق ہے کہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں بھي یہہ فرقہ اتنا مطعون نہ ہوا تھا کہ اس سے اغماض کیا جا سکے -

بودھہ فلسفہ

بودھہ دھرم کا زوال شروع ہو گیا تھا لیکن بودھہ فلسفہ بہت عرصہ تک قائم رہا - بودھہ دھرم کے آغاز کے ساتھہ

ھی اس کا فلسفہ معرض وجود میں نہ آیا تھا - بودھہ علما نے بہت عرصہ کے بعد اپنے عقائد کو فلسفہ کی صورت میں لانا شروع کیا - بودھہ دھرم کے اصولوں کا ذکر ھم پہلے کر چکے ھیں -

جین درشن

جین فرقہ کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفہ کی ھیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچھہ ھی دنوں میں جین فلسفہ نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر ھم اوپر کر چکے ھیں - پھر بھی یہاں ان کے خاص مذھبی اصول " سیاد باد " کا کچھہ مختصر تذکرہ کرنا ضروری ھے -

انسان کا علم غیر یقینی ھے - وہ کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے حواس اور دل کی دوربین ھی کے ذریعہ وہ ھر ایک چیز کی صورت قائم کرتا ھے جو اس مغالطہ سے مبرا نہیں - اس لئے یہہ لازمی نہیں کہ اُن کے مشاھدات ھمیشہ صحیح ھوں - اگرچہ وہ انہیں صحیح سمجھہ رھا ھو - اسی اصول پر جینیوں کے " سیاد باد " کا آغاز ھوا ھے - وہ ھر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے ھیں - (۱) شاید ھو (۲) شاید نہ ھو (۳) شاید کسی صورت میں ھو کسی صورت میں نہ ھو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نہ کیا جا سکے (۵) شاید ھو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکتا ھو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکے (۷) شاید کسی صورت میں ہو، کسی صورت میں نہ ہو، پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قدم امکان یا شبہ کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اُس زمانے کی علمي ترقی پر سرسري نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے اِن چھہ سو سالوں کی علمي تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضح ہوگا کہ سبھی عقائد اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد منتہائے عروج پر ہے تو دویت واد بھی کافی سرسبز ہے - ایک طرف اگر بجائے روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نیائے، ویدانت، یوگ توحید کي اشاعت کر رہے تھے، تو دوسری طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا - پورب میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربی فلسفہ پر ہندوستاني فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھہ خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ۱۰۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع

---

(۱) यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋणं कृत्वा घृतं पिबेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ہی اہم ہے یہاں اس کا کچھہ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھہ یکسانیت موجود ہے - زینوفینس اور پرمینیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھہ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضع ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث هندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما هندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق چھلس ، ایمپی ڈاکلس ، ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

---

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۹ -
(۲) ڈاکٹر ارن‌فیلڈ - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ۶۵ -
(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -
(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم کرینگے -

شلیگل نے لکھا ھے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ ھندوستانی فلسفہ کے شمس نصف النہار کے سامنے ایک ٹمٹماتے ھوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ڈبلیو ھنٹر نے لکھا ھے کہ ھندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل ' دھرم اور ادھرم ' ذی روح ' غیر ذی روح اور روح ' جبر و اختیار ' روح اور خدا ' وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ھے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین ' انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ھے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ھوتے ھیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر ایسنٹ لکھتی ھیں : ھندوستان کا علم الذھن یورپ کے علم الذھن سے زیادہ مکمل ھے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ھے کہ ھندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ھے (۴) -

---

(۱) ھسٹری آف لٹریچر -
(۲) ھنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) لیکچر آن نیشنل یونیورسٹیز اِن انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ء -
(۴) ھسٹری آف اینٹی کویٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانہ قدیم میں ہندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے - ایک براہمن میں لکھا ہے کہ فی الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات ہوتے ہیں (۱) - زمانہ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا - عیسیٰ سے بھی قبل "بردھ گرگ سنگھتا" اور جینیوں کی "سری پنتی" وغیرہ نجوم کی کتابیں تصنیف ہو چکی تھیں - "آشولائن سوتر" "پارسکر گرہ سوتر" مہابھارت اور "مانو دھرم شاستر" میں جوتش کی کتنی ہی باتیں ماخوذ ہیں - عیسیٰ کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل "سوریہ سدھانت" تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال وراہ مہر نے اپنی "پنچ سدھانتکا" میں کیا ہے - وہ موجود ہے - حال کا "سوریہ سدھانت" اس سے جدا اور جدید ہے - وراہ مہر نے (۵۰۵ ع) اپنی "پنچ سدھانتکا" میں اُن پانچ سدھانتوں پولش، رومک، وسشٹ، سور اور پتامہ کا کرن روپ سے (جس میں علم الاعداد ہی

---

(۱) میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ھے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ھے - اور لاتا چاریہ ' سنگھا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بھٹ ' پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ھے جس سے واضع ھوتا ھے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ھیں - پر افسوس ھے کہ اب آریہ بھٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ھے - آریہ بھٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بھٹی ' لکھی - اُس نے سورج اور تاروں کے ثابت ھونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ھونے کا ذکر کیا ھے - اس نے زمین کا محیط ۴۹۶۷ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ھے - اس نے سورج اور چاند کے گرھن کے اسباب کی بھی تحقیق کی ھے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ‌بھٹ بھی ھوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بھاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ھے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ھے - ھندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ھیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ھے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۷۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع تک کی فلکیاتی تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برھم گپت ھوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ' براھم اسپھٹ سدھانت ' اور ' کھنڈ کھاد ' لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی تائید کی ہے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل ہے - اس نے گیارھویں باب میں آریہ بھٹ کا تبصرہ کیا ہے - اس کے کچھہ برسوں کے بعد مشہور عالم للّ ہوا جس نے اپنے 'للّ سدھانت' میں آریہ بھٹ کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر زمین گردش کرتی ہوتی تو درخت پر سے اُڑا ہوا پرند اپنے گھونسلے میں پھر نہ جا سکتا - (۱) لیکن للّ کو شائد معلوم نہ تھا کہ زمین معہ ماحول کے گردش کرتی ہے - اگر یہہ بات اسے معلوم ہوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بھدا اعتراض نہ کرتا - للّ کے بعد ہمارے دور میں چترویدی پرتھودک سوامی نے سنہ ۹۷۸ع کے قریب برہم گپت براہم سبھٹ سدھانت' کی تفسیر لکھی - سنہ ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے 'سدھانت شیکھر' اور 'دھی کوتد' (علم الاعداد)' برن نے برہم گپت کے 'کھنڈ کھاد' کی تفسیر اور بھوج دیو نے 'راج مرگانک' لکھے - برہم دیو نے گیارھویں صدی کے آخر میں 'کرن پرکاش' نام کی کتاب مرتب کی -

ہمارے دور کے آخر میں مشہور جوتشی مہیشور کا فرزند بھاسکراچاریہ ہوا - اس نے 'سدھانت شرومنی' 'کرن کوتوہل' 'کرن کیسری' 'گرہ گنت' 'گرہ لاگھو'

---

(۱) यदि च भ्रमति क्षमा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयुः खगाः ।
इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतंतः स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

'گولادھیائے' ہیں – پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ہیں اور پچھلے دو جوتش سے متعلق ہیں – بھاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین کے گول ہونے اور اس میں قوت کشش کے ہونے کے اصولوں کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ہے – وہ لکھتا ہے :–

پہلے: 'گولادھیائے'

'گولادھیائے' میں 'گہان بھاسکر' ، 'سوریہ سدھانت ویاکھیا' اور 'بھاسکر دیکشتی' لکھی – 'سوریہ سدھانت' کے بعد 'سدھانت شرومنی' مستند کتاب مانی جاتی ہے – اس کے چار حصے لیلاوتی ، بیج گنت ، گرہ گنت ادھیائے اور

"کسی دائرہ کے محیط کا سوواں حصہ خط مستقیم معلوم ہوتا ہے – ہماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ہے – انسان کو اس کے محیط کا بہت ہی چھوٹا حصہ نظر آتا ہے – اسی لئے وہ چپٹا دکھائی دیتا ہے" (۱) –

"زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ہر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے – اسی لئے ساری چیزیں اس پر گرتی ہوئی نظر آتی ہیں" (۲) –

---

(१) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(२) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् स्वस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क पतत्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے ہی "بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان اتنے واضح طور پر کر دیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں ہمارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھ اصولوں کا ذکر کیا ہے - ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے ہندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں "سند ہند" کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ ہارون رشید اور المامون نے ہندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اہل یونان کی طرح اہل ہند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بھٹ کی کتابوں کے ترجمہ کا نام "ارض بحر" رکھا گیا (۳) - چین میں بھی ہندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ہے - "بروج فلکی کی تقسیم، شمسی اور قمری مہینے، سیاروں کی رفتار کا تعین، طریق الشمس، نظام شمسی، زمین کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا، چاند کی رفتار

---

(۱) ہنٹر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -
(۲) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -
(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ' سیاروں کے درجوں کی پیمائش اور گرہن کا حساب ' وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو غیر مہذب قوموں میں معدوم ہیں " (۱) -

پھلت جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پھلت جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پھلت جوتش سے مراد اُن اثرات سے ہے جو سیاروں کی گردش اور مختلف وقوع سے انسان پر پڑتے ہیں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تلف ہو گئی ہوں - ' بردھہ گرگ سنگھتا ' میں بھی اس کا کچھہ ذکر آیا ہے - وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں منقسم ہے - تنتر ' ہورا اور شاکھا - تنتر یا اصولی نجوم کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق پھلت جوتش سے ہے - ہورا میں زائچہ وغیرہ سے انسان کی زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا جاتا ہے - شاکھا یا سنگھتا میں پچھل تاروں ' شہاب ثاقب ' شگون اور ساعت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ مہر کی ' برهت سنگھتا ' پھلت جوتش کے لئے مستند ہے - اس میں مکان بنوانے ' کنوئیں اور تالاب کھدوانے ' باغ لگانے '

---

(۱) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

مورتی قائم کرنے اور ایسے ہی دیگر امور کے لئے متعدد شگون درج ہیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھیں - پھلت جوتش ہی پر "برھج جاتک" نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور ہے - سیاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستقبل بتلانا ہی اس کتاب کا خاص موضوع ہے - سنہ ۶۰۰ع کے قریب وراہ مہر کے لڑکے پرتھویشا نے پھلت جوتش کے متعلق "ہورا کھٹ پنچاشکا" نام کی ایک کتاب لکھی - دسویں صدی میں بھٹوتپل نے وراہ مہر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیں لکھیں - سنہ ۱۰۳۹ع میں شری پت نے اسی صنف میں "رتن مالا" اور "جاتک پدھتی" نامی کتابیں لکھیں - زمانہ مابعد میں بھی اس صنف میں اور کتابیں لکھی گئیں -

علم الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا - ہم دیکھتے ہیں کہ چھٹویں صدی تک ہندوستان علم الاعداد میں انتہائی منزل تک پہونچ چکا تھا - اس نے ایسے ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تھی جن کا مغربی علما کو کئی صدیوں کے بعد علم ہوا - مشہور عالم کاجوری نے اپنی "ہسٹری آف میتھمیٹکس" میں لکھا ہے "یہ امر قابل غور ہے کہ ہندوستانی علم الاعداد نے ہمارے موجودہ طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے - موجودہ

الجبرہ اور علم الحساب دونوں کا عمل اور انداز هندوستانی هے ' یونانی نہیں - علم الاعداد کے ان مکمل نشانات اور هندوستانی علم حساب کے اُن عملوں پر جو موجودہ عملوں کی هی طرح مکمل هیں ' اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برهمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں هیں - بدنصیبی سے هندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں ' جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچی هوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا -

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا هے " هندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر هے - هندوستانی حساب وہ هے جس کا هم آج بھی استعمال کرتے هیں -

علم الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ خیز هوگا - هندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم الاعداد کا هے - دنیا میں علم حساب و نجوم ' طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی هے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد هے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ' ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا هے - یہہ ترتیب اهل هند نے هی لگائي اور دنیا کے هر ایک گوشہ میں

پھیلائی - هندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم هوگا که اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقه رائج تھا اور وہ نجوم اور طبیعات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم‌الاعداد کا معائنه کرکے موجودہ اعداد کے هندوستانی ایجاد هونے کے متعلق کچھ لکھنا بے محل نه هوگا -

هندوستان کے قدیم کتبوں ، وصیت ناموں ، سکوں ، اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم هوتا هے که زمانۂ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انهیں بیس علامتوں سے ۹۹۹۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانه میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہه تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی هی تھی جیسی اب هے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھه صفر نہیں بلکه ایک جدا نشان هی بنایا جاتا تھا - علیٰ هذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رهتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقه ایسا تھا که پہلے دهائی کی عدد لکھکر اُس کے آگے اِکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۳ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کي علامت لکھکر اُس کے داھنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے، کبھی وسط میں، ایک سیدھي لکیر (ترچھي) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھہ ویسي ھی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھہ کر ۴ سے ۹ تک کي عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کي عدد کے آگے دھائی اور ایکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰، ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰، ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ھو تو سیکڑے کے بعد ایکائي کی عدد رکھی جاتی تھي - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کي علامت داھنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھي آڑي (یا نیچے کو مڑی ھوئی) لکیر جوڑي جاتی تھی اور ۳۰۰ کے لئے ویسی ھی لکیریں - علی ھذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ھو تو ۹۰۰۰۰، ۹۰۰۰، ۹۰۰، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ھندوستان میں اعداد کا یہہ تریقہ کب رائج ھوا، اِس کا پتہ نہیں چلتا، لیکن اشوک کے سدھاپور، سہسرام اور روپ ناتھہ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰، ۵۰،

اور ۹ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی هیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں هوتا تھا هندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تھے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انہیں تین عددوں کے بار بار لکھنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تھے - ایک سے نو تک کہنے کے لئے ایک کو نو بار لکھا جاتا تھا - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کھڑی لکیریں کھینچی جاتی تھیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکھتے تھے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکھتے تھے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بھی ایک ایک تصویر مخصوص تھی - لاکھہ کے لئے مینڈھک اور ۱۰ لاکھہ کے لئے ایک انسان هاتھہ پھیلائے هوئے بنایا جاتا تھا - اس سے ظاهر هے کہ یہہ علم‌الاعداد کی بالکل ابتدائی صورت تھی -

فنیشیا کا رسم العدد بھی مصری رسم العدد سے نکلے هیں اور اُن کی ترتیب بھی اتنی هی پیچیدہ هے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکھنے کی زحمت کو کچھہ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بیس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھہ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر ' یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے ہندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو ' دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے ہزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو ہیریٹک کہتے ہیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

ڈیماٹک اعداد بھی ہیریٹک اعداد سے ہی نکلے ہیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق ہے جو شاید زمانہ کا اثر ہو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اہل یونان صرف دس ہزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اہل روم ایک ہزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھتے ہیں ' دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے - اس میں ۱ ' ۵ ' ۱۰ ' ۵۰ ' ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں ہیں جن کو رومن اعداد کہتے ہیں - آج کل ہر ایک تعلیمیافتہ شخص رومن اعداد سے واقف ہے اس لئے اس کے متعلق کچھہ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم ' حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

هونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کي موجودہ ترقی انہیں اعداد کی بدولت ہوئی ہے اور اس کا موجد ہندوستان ہے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف ہٹا دی جاتی ہے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ جاتی ہے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھئوں عدد ' ۱ ' ہی کے ہیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے سے ۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں سے ۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا ہے - اسي سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے ہیں - زمانہ حال میں ساری دنیا اسي رسم العدد کو استعمال کرتی ہے - اهل هند نے اِس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسوی کی چھٹویں صدی تک قدیم هندی رسم العدد کا ہی استعمال کیا گیا ہے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ہے ' کہیں جدید طرز کا - لیکن اهل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے ' پنچ سدھانت کا ' میں جدید اعداد ہی دئے ہیں - اس سے ثابت ہے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اهل نجوم جدید طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے ' برهت سنگھتا ' کی تفسیر میں کئی جگہ ' پولش سدھانت ' سے جس کا وراہ مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے ' اقتباس کیا ہے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولش سدھانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ھي استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدي کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

" یوگ سوتر " کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۳۰۰ع کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور اِکائي کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئي علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملي ھے جس میں اعداد طرز جدید ھي سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر ھارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدي کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم‌الاعداد کي قدامت کے متعلق ڈاکٹر ھارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم‌تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کي قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کي ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھي تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد ھندوستان میں ھئ ھوئی - پھر یہاں سے اھل عرب نے یہہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی ، یونانی ، عربی قومیں ہندسہ کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفہ ولید کے زمانہ تک اعداد کا رواج نہ تھا (سنہ ۷۰۵-۷۱۵ع) - اس کے بعد انہوں نے ہندوستان سے یہہ فن سیکھا (۱) -

اس کے متعلق "انسائکلوپیڈیا برٹنیکا" میں لکھا ہے "اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ فن عدد کی تخلیق ہندوستان میں ہوئی ہے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتھہ جنہیں ایک ہندوستانی سفیر سنہ ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تھا ، یہہ اعداد عرب میں داخل ہوے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز میں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانہ سے اس کا رواج بڑھنے لگا" -

"یورپ میں یہہ مکمل اعداد معہ صفر عیسوی کی بارھویں صدی میں رائج ہوے اور اُن اعداد سے بنا ہوا علم حساب "الگورتمس" (الگورتھم) نام سے مشہور ہوا - یہہ غیر مانوس نام محض "الخوارزمی" کا لفظی ترجمہ ہے جیسا کہ رنیاڈ نے قیاس کیا تھا - الخوارزمی کی

---

(۱) قدیم اور جدید علم الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکھو "بھارتی پراچین لپ مالا" صفحہ ۱۱۰-۱۱۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمۂ کی ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اِس قیاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ نے کیا تھا - خوارزمي کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوے قاعدوں کو مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربي یورپ میں میکسمس پلینوڈس نے رائج کیا - "زیرو" لفظ عربی کے "صفر" سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لیونارڈو نے "صفر" کو "جفرو" کی صورت دے دي (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ہے : "اہل ہند اپنے رسم‌الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ ہم عبراني حروف کي ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس طرح حروف کی شکلیں مختلف ہیں' اُسي طرح اعداد ظاہر کرنے والے نشانات بھی جنھیں "انک" کہتے ہیں مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں - جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

---

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۱ -

شمار کر سکتی - اہل عرب بھی ایک ہزار تک ہی شمار کر سکتے ہیں - اس موضوع پر میں نے ایک علحدہ کتاب لکھی ہے - ہندو ہی ایسی قوم ہے جس کے اعداد ایک ہزار سے زائد ہیں - وہ اعداد کو اٹھارہ مقامات تک لے جاتے ہیں جیسے " پراردھہ " کہتے ہیں - میں نے ایک کتاب لکھ کر بتلایا ہے کہ اہل ہند اس علم میں ہم سے کس قدر آگے بڑھے ہوے ہیں " (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود ہیں وہ پیشتر جوتش کے اُنہیں علما کی ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے " براہم اسپھٹ سدھانت " میں باب الحساب اور سدھانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل ہیں - ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبھی اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے - عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع ' تفریق ' ضرب ' تقسیم ' مربع ' مکعب ' جزرالمربع ' جزرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا ہے - اس کے بعد کسر ' صفر ' رقبہ ' تراشک ' کام ' سود ' سود مرکب ' اعداد غیر محدود ' کتک اور شریڑھی کے اصولوں کا تذکرہ بھی موجود ہے -

---

(۱) البیرونی انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۷۷ - ۱۷۴

الجبر و المقابلہ

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا هي نہیں الجبر و المقابلہ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں همیں الجبر و المقابلہ کے منہتی اصولوں کے بیانات ملتے هیں - اس علم کا بھی اِسی ملک میں ارتقا هوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا هے کہ الجبر و المقابلہ کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹ نے بھی هندوستان میں هي یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ هندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط هے - هندوستانی اور یونانی الجبر و المقابلہ میں بہت سے اختلافات هیں - هندوستان نے بارھویں صدی تک الجبر و المقابلہ کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترھویں صدی میں رائج هوئے - هندوستانیوں نے الجبر و المقابلہ میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھہ یہہ هیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اهل یونان ان سے واقف نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابلہ دونوں کا ارتقا هو -

بھاسکراچاریہ نے یہہ بھی ثابت کیا ہے کہ—

ع × ۰ = ع ؛ ۲ = ۰ ؛ √۰ = ۰ ؛ ع ÷ ۰ = ۰

ہندوستان سے ہی جبر و مقابلہ کا علم اہل عرب کی وساطت سے یوروپ پہونچا - پروفیسر مونیر ولیمس کہتے ہیں کہ جبر و مقابلہ ، علم خط ، اور علم نجوم ہندوستانیوں ہی کی ایجاد ہے (۱) - عرب سے اس کی اشاعت یوروپ میں ہوئی (۲) -

علم الخط

اسی طرح علم خط نے بھی ہندوستان میں بہت ترقی کی تھی - قدیم ہندوستان میں علم خط کا ذکر بودھائن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا ہے - قربانگاہوں اور کنڈوں کے بنانے میں اس کا بہت استعمال ہوتا تھا - یگیہ اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروہت جانتے تھے کہ مستطیل کا رقبہ مربع میں اور مربع کا رقبہ دائرہ میں کس طرح لایا جا سکتا ہے - یہہ علم بھی یونانی اثرات سے پاک تھا - علم خط کی کچھہ مشقیں درج ذیل ہیں جو ہمارے زمانہ تک ایجاد ہو چکی تھیں -

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق - یعنی مثلث قائم الزاویہ کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعہ مساوی ہوتا ہے وتر کے مربع کے -

---

(۱) انڈین وزڈم - صفحہ ۱۸۵ -

(۲) ونے کمار سرکار - ہندو ایچیو مینٹس ان اکزیکٹ سائنسز صفحہ ۱۲-۱۵ -

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) $\sqrt{\ }$ کی اصلی قیمت اور مقادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃالاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ' دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برہم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے ہوئے قوس تک کے عمود کے معلوم ہونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور هلیلجی اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب بھٹ ' لل ' اریہ بھٹ (ثانی) ' وراہ مہر ' برہم گپت ' مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ' سری دھر (سنہ ۸۵۳ع) اور اُتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے ہوئے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقوب نے علم‌الخط کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے ہندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انھوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں ' برت پاد ' کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل احصاص تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھ سیل کے قول کے مطابق بھاسکراچاریہ اُس زمانہ کے اعدادی عملیات میں ارکیمڈیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بھاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں ایک سکنڈ کے $\frac{۱}{۳۳۷۵}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان‌الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ کمال تک پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن ' علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ہے - اتھرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

چند انسانی کی ہڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ہے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوہستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے ' اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ہیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ع کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ہوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد ہوئی ہیں جن میں تین علم صحت سے متعلق ہیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ہے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف ہے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ہے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ہے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ہے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ہو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ہیں -

ہمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ہیں - ' اشٹانگ سنگرہ ' اور ' اشٹانگ هردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بھت نے غالباً ساتویں صدی کے قریب ' اشٹانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بھت ہی ہے جو پہلے باگ بھت سے جدا ہے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے ' مادھو ندان ' نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے - برند کے ' سدھہ یوگ ' میں بخار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ہے - سنہ ۱۰۶۰ع میں بنگال کے چکرپانی دت نے ' چرک ' اور سشرت ' کی تفسیر لکھنے کے علاوہ ' سدھہ یوگ ' کی بنیاد پر ' چکتسا سار سنگرہ ' نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ع میں شارنگ دھر نے ' شارنگ دھر سنگھتا ' لکھی - اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ہے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں ' شبد پردیپ ' ' اور ' نگھنٹو ' مشہور ہیں - ہمارے یہاں علم الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ہڈیوں ' رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ہے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اُس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی - ' سشرت ' میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ہے - رگوید میں علم صحت کے تین موجدوں — دوو داس، بھاردواج، اور اشونی کمار — کا ذکر موجود ہے - (۱) مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ہے - "ونے پتک" کے مہابگ میں لکھا ہے "اشو گھوش نے ایک بھکشو کے بھگندر مرض ہو جانے پر جراحی کا عمل کیا تھا" (۲) - اس زمانہ میں "جیوک" نام کا ایک طبیب جراحی کے فن کا ماہر ہوا جس کا ذکر مہا بگ میں موجود ہے - اُس نے بھگندر، امراض سر، کاملا وغیرہ مزمن امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - "بھوج پربندھہ" میں بیہوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ہے - نشتر وغیرہ لوہے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر اہل مقدرت کے لئے چاندی، سونے یا تانبے کے اوزار بھی استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں تیز، چکنے، مضبوط، خوشنما اور آسانی سے پکڑے جانے کے قابل ہونا چاہئے - جدا جدا عاموں کے لئے مختلف آلات کی دھار، قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اوزار کند نہ ہو جائیں اس لئے لکڑی کے صاندوقچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باہر ملائم

---

(۱) यदयासं दिवोदासाय वर्त्तिं भारद्वाजायश्विनाहयंता। ऋग्वेद म० १·:२-१६

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ا -

ریشم یا اون لگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھ قسم کے هوتے تھے - قطع کرنے والے ' چیرنے والے ' پانی نکالنے والے ' رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے ' دانت یا پتھر وغیرہ نکالنے والے ' فصد کھولنے والے ' نشتر لگے هوے حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - همارے دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں بتلائی هیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی هے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھہ دیا هے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا آلات کی تعداد بھی غیرمعین رهیگی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا هے - بواسیر ' بھگندر ' امراض رحم ' امراض بول ' امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ هیں برن وستی ' وستی یںتر (شیشہ اور معدہ کی صفائی کا آلہ) ' پشپ یںتر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے) ' شلاکا یںتر ' نکھہ آکرت ' گربھہ شنکو ' پرجنن شنکو (زندہ بچے کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ ' سرپ مکھہ (سینے کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر کیا گیا هے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا هے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال ہوتا تھا - پہلے جونک کا معائنہ کر لیا جاتا تھا کہ وہ زہریلی تو نہیں ہے - غشی کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دی جاتی تھی - ناسور اور پھوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال ہوتا تھا - تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑھ کے مرض میں کیا جاتا تھا - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا ہے وہ یہی ہے - آج کل کا دانت نکالنے والا آلہ پہلے دنت شنکو کے نام سے مشہور تھا - قدیم آریہ مصنوعی دانت اور ناک بنانا جانتے تھے - دانت اکھاڑنے کے لئے ایک خاص آلہ کا ذکر آیا ہے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آلہ تھا - دودھ پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آلہ کام میں آتا تھا جسے کمل نال کہتے تھے (۱) -

مار گزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بھی اُنہیں کمال تھا - سکندر کے سپہ سالار نیارکس نے لکھا ہے کے یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہیں سانپ نے کاٹا انہیں ہندوستان والوں نے اچھا کر دیا (۲) - آماس

---

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحی کے شائق ہوں وہ ناگری پرچارنی پترکا - حصہ ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چھپے ہوئے ' پراچین شلیہ تنتر ' مضمون کا ملاحظہ کریں -

(۲) وائز - ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات هندوستان والوں کو ایک هزار سال پہلے معلوم تها - علاج بے غذا سے بهی وہ لوگ بے خبر نہ تهے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بهی وہ لوگ جانتے تهے - اس صنف میں بهی متعدد تصانیف موجود هیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا ' گج آیورویدا ' گج درپن (هاتهیوں کے متعلق) گج پریکشا لکهی - برهسپت کی تصنیف گج یکشن ' گوویدا شاستر (مویشیوں کا علاج ' جےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گهوڑوں کے متعلق) نکل ' کی تصنیف شالی هوتر شاستر ' اشو تنتر ' گن کی تصنیف اشو آیور وید ' اشولکشن ' وغیرہ کے علاوہ اور بهی متعدد تصانیف موجود هیں - یہہ کتابیں زیادہتر همارے هی زمانے میں لکهی گئی هیں - تیرهویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بهی کیا گیا تها - اس میں مندرجہ ذیل ابواب هیں -

(۱) گهوڑوں کی نسل ' (۲) پیدائش ' (۳) اصطبل کا انتظام ' (۴) گهوڑے کا رنگ اور ذات ' (۵) ان کے عیب و هنر ' (۶) ان کے جسم اور اعضا ' (۷) ان کی بیماری اور علاج ' (۸) ان کے فصد کهولنے ' (۹) ان کی خوراک ' (۱۰) انهیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے ' اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بهی بتلائے گئے هیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھ ھی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ھندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی - ھندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے - جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انھیں پورا علم تھا - گھوڑے کے دانتوں کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ھے - سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں - بھوشیہ پران میں لکھا ھوا ھے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ھیں اور قریباً ۶ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ھے - بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ھیں - باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ھیں - ساتویں دن وہ کالے ھو جاتے اور دو ھفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ھیں - تین ھفتہ میں ان کے دانتوں میں زھر پیدا ھو جاتا ھے - سانپ ۶ ماہ میں کینچل چھوڑتا ھے - اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ھوتے ھیں - ڈلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ھے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماھر ھے - اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ھے (۱) -

ھمارے دور میں جین عالم ھنس دیو نے "مرگ

---

(۱) ونے کمار سرکار - ھندو ایچیومنٹس ان ایگزیکٹ سائنسز - صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

پکشی شاستر" نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے - اس میں شیروں کی کچھ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں - شیروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی پونچھ لمبی اور گردن پر گھنے بال ہوتے ہیں جو چھوٹے سنہرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھ سفیدی مائل ہوتے ہیں - اس کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے - بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے - وہ زیادہ‌تر غاروں میں رہتا اور خوش ہونے پر دم ہلاتا ہے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ہے - اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھ، بھالو، گینڈا، اونٹ، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، ہرن، گیدڑ، بندر، چوہا، وغیرہ کتنے ہی جانوروں اور گدھ، ہنس، باز، سارس، کوا، اُلو، طوطا، کوئل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں جسمیں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانہ تولید، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مکان، وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہاتھی کی خوراک گنا بتلائی ہے - ہاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوتھے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ھے (۱) -

شفاخانے

ھندوستان والوں ھی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے - فاھیان (سنہ ۴۰۰ ع) نے پاتلی‌پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ھوئے لکھا ھے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ھیں - انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ھے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ھے - یوروپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ونسنٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ھوا تھا - ھیونسانگ نے بھی تکش شلا ، متی پور ، متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ھیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا ، کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (۲) -

ھندوستانی آیوروید کا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ھی ھے - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ مجھے یقین ھے کہ ھندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملی ھے اور پنڈت وی وجے راگھواچاریہ ، ترپتی مدراس سے مل سکتی ھے -

(۲) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

وهاں سے یوروپ میں داخل هوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - هندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل هو کر ابھی تک قائم هے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزوهے هندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پروفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کتنی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے پین نے چرک کو طبیب حاذق تسلیم کیا هے - هارون رشید نے کئی هندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے هی یوروپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یوروپی علم شفا هندوستانی علم طب کا ممنون هے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ همارے دور میں علم طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں هم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے هیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) هر بلاس سارا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۲۲۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۵۹ -

(۳) هسٹری آف هندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ هندو میڈیسن - صفحہ ۳۸ -

میں کہا تھا - " ہندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے موئدوں میں تھے " - سرولیم ہنٹر لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب ' اندرونی اعضا ' پٹھوں ' رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہندوؤں کے نگھنٹو (قرابادین) میں معدنی ' نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے - اُن کا علم دوا سازی کامل ہے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ہے - صفائی اور پرہیز کے متعلق وضاحت کے ساتھہ ہدائتیں کی گئی ہیں - ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے ' پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق ' بھگندر ' بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سیل لکھتے ہیں کہ طلبا کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوے لکھتے ہیں " آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھہ سیکھہ سکتے ہیں ' مثلاً انہوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی " (۲) -

---

(۱) انڈین گزٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۱۰ -

(۲) بیور - انڈین لٹریچر - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقي کے ساتھہ هندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کي چار نعمتوں میں ارتھہ، دھرم، کام اور موکش مانے گئے هیں - یعنی دوست، مذهب، خط نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود هیں اُن میں واتسائن کی تصنیف "کام سوتر" سب سے قدیم ھے - واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصنفین کے نام بھی دئے هیں جو اس کے قبل هو چکے تھے - اُن میں سے بعض یہہ هیں :- اودالک (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت، بابھرو، دتک، سوبرن نابھہ، گھوتک مکھہ، گونردی، کچمار، وغیرہ - ان مصنفین کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے همارے دور سے کچھہ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کي تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے هیں - مرد الهر کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ھے - بیوي اپنے شوهر سے اور شوهر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے، عورت کا فرض کیا ھے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاهئے، ان سبھی امور کي توضیح کی گئی ھے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ھے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان بازاری ' زنان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ھیں - ان ابواب سے واضح ھوتا ھے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل ' اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ھمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے ' رتی رھسیہ ' لکھا - آج کل کے ھندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ھیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھہ کے معاصر جیوتریشور نے ' پنچ سایک ' نام کی کتاب لکھی - بودھہ عالم پدم شری کا لکھا ھوا ' ناگر سربسو ' بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ھے - ھمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ھندوستان نے زمانہ قدیم سے ھی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ھی ھے جو سام گان کے نام سے مشہور ھے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ھوتا ھے - شارنگ دیو کی ' سنگیت رتناکر ' اس فن کی مستند تصنیف ھے - مصنف نے اس میں ھمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماہروں کے نام دئے ہیں - سداشیو، شیو، برہما، بھرت، کشیپ، متنگ، یاشتک، درگا، شکتی، نارد، تمبرو، وشاکھل، رمبھا، راون، چھیتر راج، وغیرہ - اس سے ثابت ہوگا کے ہمارے دور کے قبل موسیقی رفعت کے کس درجہ تک پہونچ چکی تھی -

ہمارے دور میں بھی موسیقی پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں جو آج مفقود ہیں - مگر ان کا پتہ شارنگ دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا ہے - مندرجہ بالا ناموں کے علاوہ رودرت (۹۵۰ ع)، نان دیو (۱۰۹۶ ع)، سومیش (۱۱۷۰ ع)، راجہ بھوج (اگیارھویں صدی)، پرمردی (چندیل - ۱۱۲۷ ع)، جگدے کمل (۱۱۳۸ ع)، لولٹ، ادبھٹ (۸۰۰ ع)، شنکک، ابھی نوگپت (۹۹۳ ع)، اور کیرتی دھر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بھی لکھے ہیں - سنگیت رتناکر دیوگری کے راجہ سنگھن کے دربار کے استاد شارنگ دیو نے تیرھویں صدی کے آغاز میں لکھا تھا - اس لئے وہ ہمارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان ہے - اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر، باجوں کی چار قسمیں، سروں کی آواز، اور قسم، تال، لے، زمزمہ، کٹکری، راگ، گیت وغیرہ کے عیب و ہنر، رقص اور اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور صدہا امور کا بیان کیا گیا ہے جن سے ہمارے زمانہ کے فن موسیقی کی ترقی کا پتہ چلتا ہے -



(۱۷) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ] صفحہ ۱۵۷

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشٹادھیائی کے مصنف پانٹی (سنہ ۷۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا ناٹ شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ وتتل، کوھل وغیرہ اساتذۂ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - ناٹ شاستر کی بنیاد پر بھاس، کالی داس، بھوبھوتی، وغیرہ شعرا نے صدھا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجنونانہ رقص "تانڈو" اور پاربتی کا نازنینانہ رقص "لاس" کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے نیتی شاستر، یا "دنڈنیتی" کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش‌بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالارا تصنیف، جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں، کوتلیہ کا ارتھہ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبول کی ھے اس لئے ھم اس پر بحث نہیں کرنا چاھتے-
مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ھے - ھمارے دور کے آغاز میں کامندک نے "نیتی سار" نام کی کتاب نظم میں لکھی - کامندک نے کوتلیہ کو اپنا استاد تسلیم کیا ھے - دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے "نیتی واکیامرت" نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی کتاب لکھی - ان سیاسی تصانیف میں قوم' قوم کے ارتقا کے مختلف اصول' سلطنت کے سات حصے' راجہ' وزیر' مجلس' شوریٰ' قلعہ' خزانہ' سزا' اور اتحاد'—راجہ کے فرائض اور اختیارات' جنگ و صلح وغیرہ کتنی ھی کار آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا ھے - اس کتاب کے علاوہ ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول درج کئے گئے ھیں جن میں "دش کمار چرت' کراتارجن' اور "مدرا راکشس' خاص طور پر قابل ذکر ھیں -

قانون

شعر' فلسفہ' صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی تصانیف کی بھی کمی نہ تھی - ھندوستان کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ھے کیونکہ قانون اور سیاست باھم مربوط ھوتے ھیں - ملکی ترقی کا ذکر ھم آیندہ کریں گے -

سنسکرت کا "دھرم" ایک جامع لفظ ھے - انگریزی یا فارسي میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذھب دونوں اس میں شامل ھو جاتے ھیں - ھمارے دھرم شاستروں میں مذھبی قواعد ھي نہیں ' ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ھیں - ھمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتي ساوقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ھوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ھمارے دور کی تفسیروں میں "میگھا تتھی" (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ھیں - اس اسمرتی کا نفاذ ھندوستان ھي میں نہیں ' بلکہ جاوا ' برھما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ھوا تھا - ھمارے دور میں یاگیہ ولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتي کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ھے - اس کے تین ابواب ھیں (١) آچار ادھیاے (شرع) ' بیوھار ادھیاے (عمل) ' اور پرائشچت ادھیاے (کفارہ) - آچار ادھیاے میں چاروں برنوں کے فرائض ' حلال و حرام ' زکوۃ ' شدھی ' رد بلا ' راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ھے - بیوھار ادھیاے میں قانون سے متعلق سبھي امور سے بحث کی گئی ھے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے ' الزام ' شہادت ' صفائي ' قرض کا لین دین ' سود ' سود در سود ' تمسک اور دیگر تحریرات ' شہادت اولیٰ ' قانون متعلق وراثت ' عورتوں کے جائدادی حقوق '

حدود کے تنازعے، آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باہمی قصے، مشاہرہ، قمار بازی، درشت کلامی سخت سزا دینے، زنا، اور جرائم کی تعزیرات، پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی ہے - پرائشچت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارھویں صدی میں وگیانیشور نے "متاکشرا" نام سے لکھی - متاکشرا کواس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا - وگیانیشور نے ہر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ہے - موقع موقع پر اس نے ہاریت، شنکھ، دیول، وشنو، وششٹ، یم، ویاس، برہسپتی، پاراشر، وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی ہیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں - لکشمی‌دھر نے بارھویں صدی میں "اسمرتی کلپ‌ترو" ایک کتاب لکھی - یہ اسمرتیاں مذہبی ہدایتوں کا بڑی کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوتلیہ کے ارتھ‌شاستر میں اس کے لئے "وارتا" نام آیا

هے - یوروپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ '
تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب ہیں ' لیکن زمانہ
سابق میں " پیداوار " هي اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا
جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش
مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین
کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم هي
اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی
تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے
بحث کی گئي هو - هاں ' اس کے مختلف ارکان پر
جدا جدا بیشمار تصانیف موجود هیں - زراعت کے متعلق
" پادپ بوکشا ' برکش دوهد ' برکش آیوروید ' ششیہ آنند '
کرشی پدهتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود هیں -
فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراسادانوکیرتن '
چکر شاستر ' چترپٹ ' جلارگل ' پکشی منشیہ آلے لچھن '
رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور
کرنے کے قابل هیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی
لکشن ' پرتما درویادی بچن ' سکل ادھکار ' شلپ شاستر '
وشو ودیا بھرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دھار '
وغیرہ کتابوں کے علاوہ " مے شلپ " اور " وشو کرمی شلپ " خاص
طور پر قابل ذکر هیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات '
زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق '
موضع اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شاپ میں مندروں، مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی، لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھہ نہ کچھہ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہونگی -

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں "رتناوی پریکشا"، "رتن پریکشا"، منی پریکشا"، "گیان رتن کوش"، رتن دیپکا"، اور "رتن مالا" خاص ہیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہہ خاص ہیں - "لوہ رتناکر"، "لوہارنو" اور "لوہ شاستر" - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب "چھیتر گنت شاستر" موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھہ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھہ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

یا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی ہیں - مہاتما بدھہ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننےوالے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے ہیں اور لنکا ' برہما ' سیام وغیرہ ملکوں کے ہین یان بودھوں کی مذہبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچائن (کا تیاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ہی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُن اُپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ہوں لیکن مختلف صوبہ جات میں بھیجے جانے پر وہاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کرکے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ہو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ہوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ہو گئیں - ماگدھی ' شورسینی ' مہاراشٹری ' پیشاچی ' آونتک اور آپبھرنش -

١ ماگدھی

ماگدھی مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تھی - قدیم ماگدھی اشوک کے کتبوں میں ملتی ہے - اُس کے بعد کی ماگدھی کی کوئی کتاب اب تک دریافت نہیں ہوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے درجہ کے ملازم مثلاً دھیور ' سپاھی ' بدیشی ' جین سادھو اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی ھیں - " ابھگیان شاکنتل ' " پربودھہ چندرودے ' بینی سنگھار ' اور " للت بگرہ راج ' میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر آتی ہے - اِس زبان میں بھی کچھہ دنوں کے بعد کئی قسمیں ھو گئیں جن میں خاص " اردھہ ماگدھی " ہے - ماگدھی اور شورسینی کے مخلوط ھو جانے سے ھی یہہ نئی قسم پیدا ھو گئی - جینوں کے آگم نام کی مذہبی کتابیں اسی اردھہ ماگدھی زبان میں ھیں - " پئومچری ' نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکھا گیا ہے - راجہ اُدین کا قصہ بھی اسی زبان میں ہے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے علاقہ کی زبان تھی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا گیا ہے - " رتناولی ' " ابھگیان شاکنتل ' اور " مرچھہ کٹک ' وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود ھیں - اس بھاشا میں کوئی ناٹک نہیں لکھا گیا - دگمبری جینوں کی بہت سی مذہبی کتابیں اسی شورسینی بھاشا میں ملتی ھیں -

مہاراشٹري

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ستسئی (سپت شتی) ' پرور سین کی تصنیف ' راوں وھو ' (سیت بندھہ) ' واک پتي راج کی تصنیف ' گوڑوھو ' - اور هیم چندر کی تصنیف ' پراکرت دویاشرے ' وغیرہ نظمیں اور ' وجالگ ' نام کي لطائف کی تصنیف اِسی بھاشا میں لکھے گئے ھیں - راج شیکھر کی ' کرپور منجري ' میں جو خالص پراکرت کا سٹک ھے ' ھری اُدھہ (ھری بردھہ) اور نندی اُدھہ (نندي بردھہ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے مصنفین کے نام ملتے ھیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ھوا ' کورم شتک ' اور دوسرا ' کورم شتک ' بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ھوا اِسی بھاشا میں ھیں - یہہ دونوں بھوج کے بنوائے ھوے ' سرسوتی کنتھہ آبھرن ' نامی پاٹھہ‌شالہ میں پتھر پر کھدے ھوئے ملے ھیں جو دھار میں ھے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ھے جس میں شویتامبروں کے حالات ' سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ھیں - منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ھے اور جو جودھپور راج کے موضع گھٹیالا میں ملا ھے اسی بھاشا میں لکھا گیا ھے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور ہندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تھی - اس کی مشہور کتاب گناڈھیہ کی کتاب ' بریہت کتھا ' ہے جو اب تک دستیاب نہیں ہوے - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں ہوے جو چھیمیندر سوم دیو نے کئے تھے -

آونتک

آونتک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو اونتی کہتے تھے - اِس کو بھوت بھاشا بھی کہتے تھے - ' مرچھہ کٹک ' ناٹک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھاشا اُجین (اونتی) ' پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رہتی تھی راجپوتانہ ہوتے ہوے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن ہے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وہاں رائج ہو گئی ہو اور وقت کے ساتھہ اس میں کچھہ تبدیلیاں ہو گئی ہوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کی ہی ایک شاخ سمجھنا چاہئے -

آپبھرنش (مخلوط)

آپبھرنش بھاشا کا رواج گجرات ' مارواڑ ' جنوبی پنجاب '

راجپوتانه ' اونتي ' مندسور وغیرہ مقامات میں تھا - در اصل آپبھرنش کوئی زبان نہیں ہے ' بلکہ ماگدھي وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپبھرنش یا بگڑی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے - راجپوتانہ مالوہ ' کاٹھیاواڑ اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھاٹوں کے ڈنگل بھاشا کے گیت اسی بھاشا کی بگڑی ہوئی صورت میں ہیں - قدیم ہندی بھی بیشتر اِسی بھاشا سے نکلي ہے - اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہتر منظوم ہیں - ان میں دوہے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے - اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب " بھوی سیتکہا ' ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا - مہیشورسوری کی لکھی ہوئی " سنجم منجری ' پشپ دنت کی تصنیف " تستھہ مہاپوری سگن النکار ' نیمندی کی لکھي ہوئی " آرادھنا ' یوگندر دیو کی تصنیف " پرماتم پرکاش ' ہری بھدر کی رقم کردہ " نیمی‌ناہچریو ' وردت کی " ویرسامي چریو ' " انترنگ سندھی ' " سلساکھاین ' " بھوی کتمب چرتر ' " سندیش شتک ' اور " بھاونا سندھی ' وغیرہ بھی اِسي بھاشا کی کتابیں ہیں (۱) - اِن کے علاوہ سوم پربھہ کے " کمارپال پربودھہ ' رتن مندر مني کی " اُپدیش ترنگنی ' لکشمن گاري کی " سپاسناہ چریم ' - کالی داس کے

---

(۱) بھوي سیت کہا ' دیباچہ صفحہ ۳۱-۴۶ (گائکواڑ اورینٹل سیریز نمبر مطبوعہ نسخہ)

« وکرم اُروشی » (چوتھا ایکٹ) هیم چندر کے « کمار پال چرت » « کالکا چاریہ کتھا » اور « پربندھہ چنتا منی » وغیرہ میں جا بجا آپ‌بھرنش بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - هیم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں آپ‌بھرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دی هیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے هیں - اُن سے معلوم هوتا هے کہ اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تھا - اُن مثالوں میں حسن و الفت ، شجاعت ، رامائن اور مہابھارت کے ابواب ، هندو اور جین دھرم ، اور ظرافت کے نمونے دئے گئے هیں - اِس بھاشا کو جینوں نے اچھی کتابوں سے خوب مالامال کیا -

پراکرت ویاکرن

پراکرت بھاشا کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ اس کے صرف ونحو کی ترقی بھی لازمی تھی - همارے دور کے کچھہ پہلے ور روچی نے « پراکرت پرکاش » نام سے پراکرت بھاشا کا ویاکرن لکھا - اُس میں مصنف نے مہاراشٹری ، شورسینی ، پیشاچی اور ماگدھی کے قواعد کا ذکر کیا هے - لنکیشور کی لکھی هوئی « پراکرت کام دھینو » مارکنڈیہ کی بنائی هوئی « پراکرت سربسو » اور چنڈ کی لکھی هوئی « پراکرت لکشن » بھی پراکرت ویاکرن کی اچھی کتابیں هیں - مشہور عالم هیم چندر نے سنسکرت ویاکرن « سدھہ هیم چندر انوشاسن » لکھتے هوے اس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بھی لکھا - اُس میں سدھانت کومدی کی طرح مضمون‌دار سوتروں کی

ترتیب دی گئي ھے - ھیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسینی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا کہ باقي پراکرت کے مطابق ھے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ھے - اِسی طرح پیشاچي ' چولیکا پیشاچی اور اپبھرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سنسکرت کے مطابق ھے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کي طور پر جملے یا پد دئے ھیں ' لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ھے -

پراکرت فرھنگ

پراکرت بھاشا کے کئي فرھنگ بھی لکھے گئے - دھن‌پال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دي - راج شیکھر کی اھلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسي الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ھر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ھے - مگر ھیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کي ھے - ھیم چندر نے بھي پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرھنگ ' دیشي نام مالا ' مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ھے اور اُس میں حروف تہجي کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - پہلے دو حروف کے الفاظ ھیں ' پھر تین حروف کے ' بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

ہیں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد
ہے - پالی زبان کی ایک لغت بھی موگ‌لائن نے " ابھی‌دھان
پدیپکا " نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکھی - جس میں
امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی ہند کی زبانیں

شمالی ہندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے
بعد جنوبی ہند کی درروز بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی
ضروری ہے - دراوز بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت
محدود ہے - اس لئے ہم اس کا مختصر ذکر کریں‌گے -

تامل

جنوبی ہند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق
تامل بھاشا ہے - اِس کا رواج تامل علاقوں میں ہے -
اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتھہ کچھہ نہیں
کہا جا سکتا - اِس کا سب سے پرانا ویاکرن " تول کاپ پیم "
ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگستا کا
کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا
ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان
کی سب سے پرانی کتاب " نال دیار " ملتی ہے - پہلے یہہ
بہت ضخیم کتاب تھی پر اب اس کے کچھہ اجزا ہی
باقی رہ گئے ہیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو وللوکر کا
" کرل " ہے جو وہاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ھے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ ' دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ھیں - اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاھئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف " چنتامن " کمبن کی تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ همارے دور کی یادگاریں ھیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ھیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پونکھار	کل ولی ناد پتو	ساتویں صدی
جے کونڈان	کلنگتو پرنی	گیارھویں صدی
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	"

اس زبان کا نشو و نما زیادہ‌تر جینیوں کے ھاتھوں ھوا - زمانہ ما بعد میں وھاں شیو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ھونے کے باعث اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کی تقلید کی - لیکن جلد ھی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ھو گئے -

همارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں ہوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑي

تامل کی طرح کنڑي ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینوں نے ھی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود ھیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں "عروض" پر "کوی راج مارگ" لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین، لنگایت، شیو اور ویشنو دھرموں کی مذھبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود ھیں - ان میں سب سے معرکہ کي کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا ہوا "بسو پران" ھے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز ھے - کوی پمپ کا "پمپ بھارت" یا "وکرم ارجن وجے" همارے دور کی شاعري کي یادگار ھے - درگ سنگھ نے پنچ تنتر کا ترجمہ بھی همارے ھي دور میں کیا - اِس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے ہوے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبہ میں مروج ھے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب ھے - اس کی پرانی

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحہ ۴۳۳ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرز تعلیم اور تعلیم‌گاہوں کا کچھ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیم‌یافتہ تھا - چین، جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھ آچاریہ اور ہندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ہر ایک متھ یا ادارہ ایک ایک تعلیم‌گاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ قنوج میں ہی کئی ہزار طالب علم متھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

---

(۱) ایپی گرافیا انڈکا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چینی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ھندوستان میں پانچ ہزار متھہ یا دارالعلوم تھے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تھے - ھیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑھنے والے طلبا کی تعداد بھی درج کر دی ہے (۱) - ذی علم براھمنوں کے مکانات اور جین سادھوؤں کے گوشے چھوٹے پاتھہ‌شالاؤں کا کام دیتے تھے - سلطنت کی طرف سے بھی مدرسے قائم تھے - اس طرح سارے ھندوستان میں جا بجا چھوٹے بڑے مدرسے جاری تھے جن سے تعلیم کی کماحقہ اشاعت ہوتی تھی -

نالندہ کا دارالعلوم

محض چھوٹے چھوٹے مدرسے ہی نہ ہوتے تھے زمانہ حال کی یونیورسٹیوں کی ھمسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بھی قائم تھے - ایسے جامعوں میں نالندہ، تکش شلا، وکرم شیل، دھن‌کتک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - ھیونسانگ نے نالندہ کے جامعہ کا مبسوط ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں - اس سے اُس زمانہ کے تعلیم‌گاہوں کا کچھہ علم ہو جائےگا -

نالندہ کے دارالعلوم کی بنا مگدھہ کے راجہ شکرادتیہ نے ڈالی تھی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بھی اس کی

(۱) رادھا مکند مکرجی؛ ھرش صفحۂ ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطئے تھے - انہیں مواضعات کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس ہزار طالب علم اور ڈیڑھ ہزار اتالیق رہتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے اونچے بہار اور مٹھہ بنے ہوے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمطالعے تھے - اُس کے چاروں طرف بودھہ علما اور مبلغین کی سکونت کے لئے چو منزلہ عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں، چھتوں اور ستونوں کی شان دیکھہ کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے - وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھہ بڑے بڑے اِدارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - اِس کے برعکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز، کھانا، کپڑا، دوا، کتابیں، مکان، وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعہ میں بودھہ ادبیات کے علاوہ وید، ریاضیات، نجوم، منطق، ویاکرن، طب، وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وہاں ستاروں اور فلکی عجائبات کے مشاہدے کے لئے رسدگاہیں بنی ہوئی تھیں - وہاں کی

(۱) بیل - بدھسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورلڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۶۷ تا ۶۸ -

آبی گھڑی مگدھہ والوں کو وقت بتلاتی تھی - اس جامعہ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہہ امتحان بہت سخت ہوتا تھا اور کتنے هی طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس هزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات هے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجھے جاتے تھے - هرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالند سے ایک هزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیض بار جامعہ کی هستی خاک میں مل گئی -

جامعہ تکش شلا

هندوستان میں تکش شلا کا جامعہ سب سے قدیم تھا - پتنجلی ' چانکیہ اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور اناالحق تھے - سب سے عظیم الشان بھی یہی اِدارہ تھا - اِس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کی عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - ' مہاست سوم جاتک ' میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑھنے کا ذکر آیا هے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھہ طلبا کو اِدارہ کی طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جاتکوں سے معلوم ہوتا هے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اُس میں کچھہ مضامین

یہہ ھیں : وید ' اٹھارہ علوم ' (پتہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے) ' ویاکرن ' صناعي ' فن‌حرب ' ھاتھی کا علم ' منتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاھدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اِس کي کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتي ھیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ھوا -

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپني مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ھے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اِتسنگ نے ویاکرن کی کئي کتابوں کا حوالہ بھی دیا ھے - مبتدی کو پہلے برن بودھہ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۶ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پانني کی " اشٹ ادھیائی " حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد " دھاتو پاٹھہ " پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ھزار شلوک ھیں ' دس سال کي عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ھو جاتا تھا - اس کے بعد جیادتیہ اور ورامن کي

" کاشکا ورتی " کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی - اِتسنگ لکھتا ہے کہ ہندوستان میں تحصیل کے لئے آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر مطالعہ کرنا پڑتا ہے - یہہ ساری کتابیں حفظ ہونی چاہئیں - اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و نثر لکھنے کی مشق شروع کرتے تھے اور منطق و لغات میں مصروف ہو جاتے تھے - " نیائے دوار تارک شاستر " (ناگارجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے انہیں صحیح استدلال اور " جاتک مالا " کے مطالعہ سے ادراک کی قوت پیدا ہوتی تھی - اتنا پڑھہ چکنے کے بعد طلبا کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی - لیکن ویاکرن کا مطالعہ جاری رہتا تھا - اس کے بعد مہا بھاشیہ پڑھایا جاتا تھا - بالغ طالب علم اسے تین سال میں ختم کر لیتا تھا ، بعد ازاں بھرت ہری کی تصنیف کردہ مہا بھاشیہ کی تفسیر " اور " واکیہ پردیپ " پڑھائی جاتی تھی - بھرت ہری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں لکھی - اُس کی تفسیر دھرمپال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں کی تھی - اس کے پڑھہ لینے کے بعد طالب علم ویاکرن میں منتہی ہو جاتا تھا - ھیونسانگ نے بھی نصاب تعلیم کا ذکر کیا ہے - ویاکرن کے فاضل ہونے کے بعد منتر ودیا منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تھا - اس کے بعد علم شفا کی تعلیم ہوتی تھی - ما بعد نیائے اور آخر میں ادھیاتم ودیا (مابعدالطبیعات) - اِتسنگ لکھتا ہے " آچاریہ

" جن " کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور
گن پربھہ نے " ونےپٹک " کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا " (۱) ۔
یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاھتے
تھے – معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے
تھے – وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں
مصروف ھو جاتے تھے – مذھبی تعلیم خاص طور پر دی
جاتی تھی – یہہ حیرت کا مقام ھے کہ بودھہ جامعوں میں
بودھہ مذھبی تعلیم کے ساتھہ ھندو دھرم کی کتابوں کی
پوري تعلیم دی جاتی تھی – اس سے معلوم ھوتا ھے کہ
وہ لوگ کتنے روشن خیال اوو مذھبی معاملات میں آزاد
خیال تھے –

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا – ھیونسانگ لکھتا
ھے کہ ماھر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستي معلومات
کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذھنی نشو و نما کی طرف
زیادہ توجہ کرتے ھیں – وہ جنس طلبا کی دلشکنی
نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کي کوشش
کرتے ھیں (۲) –

علما میں علمي مناظرے بھی اکثر ھوتے رھتے تھے –

---

(۱) تاکا کسو – بدھسٹ پریکٹسز اِن اِنڈیا – صفحہ ۱٦٥ – ۸۱ اور واٹرس آن
یورن‌چانگ ٹریولس جلد ۱ – صفحہ ۱۳٥ – ٥٥ –

(۲) واٹرس آن یون چانگ ٹریولس جلد ۱ – صفحہ ۱٦۰ –

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی -

یہہ طرز تعلیم ہمارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ دیگر مذہبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذہبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانہ کاشی میں ہوتا ہے -

---

تیسری تقریر

نظام سلطنت ' صنعت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم ہندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنہیں "گن راج' بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھہ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاسیت بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ہیں - ہرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلیپھکوں ' ہیونسانگ کے سفر نامے اور ہرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھہ پتہ چلتا ھے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا ' جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہرش فرض شناس ' ہر دل عزیز ' اور رحم‌دل ھے - رعایا اس سے خوش ہوگی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اُسے راجہ بنایا جائے - ہر ایک

رکن اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق ہو کر ھرش سے راجہ بننے کی استدعا کی - اس سے واضح ہوتا ھے کہ مجلس شوری کے ھاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - ھر ایک شعبہ کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا ھے مثلاً امور خارجہ ' شعبہ حربیہ ' شعبہ عدالت ' شعبہ مالیات وغیرہ خاص ھیں - راجہ کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ ھمیشہ مجلس شوری سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یہہ اُس کا خاص فرض تھا - ھیونسانگ نے لکھا ھے راجہ کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نہ کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصہ سے بر سر حکومت رہتی آئی ھے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق ھے (۱) -

راجہ کے فرائض

انفرادی حکومت ہونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور ہوتا تھا - اُس زمانہ میں براھمنوں اور دھرم گروؤں کا اثر راجہ پر بہت زیادہ ہوتا تھا - وہ سلطنت کے ھر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی ھی طرف دھیان نہ دیتا تھا بلکہ ان کی اخلاقی مذھبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذھبی اصلاح و

(۱) واٹرس آن ھیونسانگ ' جلد اول - صفحہ ۱۶۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا ' جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھي خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئي معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگہ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئي "شری کنتھہ چرت" سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل ' اور شمالی کونکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنتھہ وغیرہ علما مدعو ہوے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئي نئي تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولیتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے "بھکتی" (صوبہ) "وشے" (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گانوں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہي نظام ایک چھوتے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے - مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ہے، مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی - اِن کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں - براھمن سبھا میں سب براھمن شریک ہوتے تھے - بیوپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ہے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تنجور وغیرہ میں اب تک قائم ہیں - عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاحت، آبپاشی، تجارت، مندر، عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھي - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گانوں سبھا اس کي ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھہ لیتي تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آب‌رساني کي طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھي مخرج بیکار نہ ہونے پاتا تھا - نہروں تالابوں اور کنوؤں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کي ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اُس میں دیہی جماعتوں کي اراکین کي قابلیت یا نا قابلیت سبھاؤں کے انعقاد ' اراکین کے عام انتخاب ' شاخ سبھاؤں کي تنظیم ' آمد و خرچ کے ممتحنوں کے تقرر ' وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا نام رکھہ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت رائے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

---

(۱) ونے کمار سرکار - دي پولیٹیکل انسٹي ٹیوشنس اینڈ تھیوریز آف دي هندوز صفحہ ۵۳ - ۵٦ -

(۲) ارکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۵-۱۹۰۴ صفحہ ۴۵-۱۴۲

جانب سے لا پرواہ هو گئی - سلطنت میں چاهے کتنے هی بڑے انقلابات هو جائیں ' لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ هوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رهتی تھیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ هوتی تھی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ هونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غیر ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - هندوستان میں اتنے تغیرات هوے مگر کسی فرمانروا نے پنچائتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی هوتی تھیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی ' جرمانہ ' قید ' اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تھیں - هرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا هے - یاگیہ ولکیہ نے کئی سخت اور بیرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا هے - براهمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن هوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اهلکار هوتے تھے -

(۱) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۲ -

یاگیہ و لکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ہے ' جن سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور باقاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریري اور زبانی شہادتوں کی جانچ کي جاتی تھی - حیرت کا مقام ہے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتھا تھا -

عورتوں کي سیاسي حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ہی باپ کی جائداد کي وارث ہوتی تھی - اپنے میکہ سے ملي ہوئی جائداد پر لڑکي کا کامل حق ہوتا تھا - منو نے اس کا ذکر کیا ہے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

---

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۶۰ -
(۲) ونے کمار سرکار - دي پولیٹکل انسٹي ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ہندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھہ اندازہ عہدہداروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمرات کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ ہوتے تھے جنھیں مہاراجہ، مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمرات کے دربار میں حاضر ہوتے تھے، جیسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو "اُپرک مہاراج" کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا، بھوگک، بھوگ پتی، راج استھانی، وغیرہ نام ملتے ہیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی، یا "آیکتک" کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشتھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر ہوتے تھے - ایک تامب پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو، صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو، راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

---

(۱) मुद्रा शुद्धं क्रिया शुद्धं भुक्ति शुद्धं सचिह्नकम् ।
र ज्ञः स्त्र हस्त शुद्धं च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥

شلارا بنشی راجہ رتھہ راج کاھیہ تامہ شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰۶۵) ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اهلکاروں کے نام بھی کتبوں میں ملتے هیں - جیسے مهتر (دیهی سبها کے رکن) - گرامک (گانوں کا خاص حاکم)، شولکک (محاصل وصول کرنے والا اهلکار)، گولمک (قلعوں کا منتظم)، دهروادهی کرن (زمین کے محاصل کا افسر)، بهانڈاگار ادهی کرت (خزانچی)، تل‌واتک (گانوں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اهل‌کاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا هے - موجود کلارک کو اُس زمانه میں 'دِویر' یا 'لیکھک' کہتے تھے - کرنک حال کے رجسترار کا کام کرتا تھا - ان عہدہداروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی هوتے تھے - 'دنڈپاشک' چوروددهرنک' وغیرہ پولیس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے هوتی تھی - لگان پیداوار کا چھٹا حصه هوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھه محصول اور لگتا تھا - یهه محاصل غله کی صورت میں لئے جاتے تھے - 'منڈپکا' (چنگی کا محصول) بھی کئی جنسوں پر لیا جاتا تھا - بندرگاهوں پر آنے والے مال، یا دوسری سلطنت سے آنےوالی چیزوں پر بھی محصول درامد لیا جاتا تھا -

---

(۱) چنتامني ونائک وید کي هستري آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحه ۱۲۸-۱۴۱ اور رادها کمد مکرجي - هرش - صفحه ۱۰۳-۱۲ -

قمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں، جیسا هیونسانگ نے لکھا هے - اُس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا هے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف هوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذهبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف هوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رهتی تھی - زمین کی پیمائش هوتی تھی - کئی کتابوں میں اِن پیمانوں کا ذکر کیا گیا هے جیسے "مان دنڈ"، "نِورتن"، "پداورت"، وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی هاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے هوے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی نگرانی هوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجی - هرش - ۱۱۲-۱۳ -

(۲) واٹرس هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -

(۳) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ - جلد ۲ - صفحہ ۲۴۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بنوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں ، کنوؤں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاہوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

ہندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے - ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں - ہرش کی فوج میں ساٹھہ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھہ گھوڑے تھے - ہیونسانگ نے لکھا ہے کہ ہرش کی فوج کے چار حصے تھے - ہاتھی ، گھوڑے ، رتھہ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوجیہ ، بنایج ، سندھیج ،

---

(۱) واٹرس ہیونسانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۰-۷۱ -

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے ھیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ رتھوں کا رواج کم ھوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحري فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا ھوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - ھیونسانگ نے اپنے سفر نامہ میں جہازوں کا بھی ذکر کیا ھے - ملایا ، جاوا ، بالي وغیرہ جزیروں میں ھندؤوں کا راج تھا - اس سے بھی بحري طاقت کے منتظم ھونے کا پتہ چلتا ھے - چول راجہ بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - استریبو نے ھندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ھے - بحری فوج کے موجود ھونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ھے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے ھوے بحری فوج کا ذکر بھی کیا ھے - ھر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر ھوتے تھے - کل فوج کا افسر " مہا سینا پتی " " مہا بل ادھیکش " یا " مہابل ادھي‌کرت " کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو " بھتاشو سیناپتی " کہتے تھے - سواروں کے افسر کو " برھدشوار " اور فوجی صیغہ کے خزانچی کو " زن بھنڈا گار ادھی کرن " کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک ' مہا سادھنک ' نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاہیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھي لیکن انتظامي عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھي اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکي حالت اور سیاسي نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات ہمارے زمانہ مخصوص میں ہمیشہ نہ رہے - اس میں بڑی بڑي تبدیلیاں ہوئیں - ہم اُن تبدیلیوں کا کچھہ ذکر اختصار کے ساتھہ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج بنتے جاتے تھے - ہرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئیں - سو لنکی ' پال ' سین ' پرتیہار ' جادو ' گوہل ' راٹھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ہندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھي - صدھا ریاستوں میں

---

(۱) سي وي وید هستري آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۴۲-۵۵ -
(۲) رادھا کمد مکرجي - ہرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بٹ جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی۔ قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا۔ ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ اور سیاسی کیفیت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی۔ ملک کی سیاسیات اور دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا۔ سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں۔ راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا۔ رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی۔ راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت ہی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں۔ ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا۔ راجہ خود ہی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا۔ کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی۔ اس وقت تک وہی پرانے منصبدار چلے آتے تھے۔ گیارھویں اور بارھویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر)، پروہت، مہا دھرم ادھیکش (مذہبی معاملات کا افسر اعلیٰ)، مہاساندھی وگرہک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ)، مہا سیناپتی (سپہ‌سالار)، مہا مدرا ادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاہی مہر رہتی تھی)، مہاکش پٹلک (افسر بندوبست)، وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تھی۔ ان عہدوں کے نام کے ساتھ "مہا" کے استعمال سے واضع ہوتا ہے کہ اُن کے ماتحت اور بھی

اهلکار رهتے تهے (۱) - رانی اور ولي عهد بهی حکومت میں شریک هوتے تهے - کچهه ریاستوں میں محض محاصل میں اضافه کر دیا گیا - پچهلے راجاؤں کے زمانه میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا هے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تها - چهیتر پال اور پرانت پال وغیره کئی منصبداروں کے نام ملتے هیں - آمد و خرچ کا محکمه بهی سابق دستور تها - عدالتوں کا انتظام بهی پہلے هی کا سا تها - راجه کی عدم موجودگی میں "پراڈ وواک" (افسر عدالت) هی کام کرتا تها - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکها هے "کوی استغاثه دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تها - اگر کوئی تحریری شهادت نه هوتی تهی تو چار گواه ضروری هوتے تهے - اُنهیں جرح کرنے کا مجاز نه تها - براهمنوں اور چهتریوں کو خون کے جرم میں بهي قتل کی سزا نه دی جاتی تهی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تها - چوری کے جرم میں براهمن کو اندها کر کے اس کا بایاں هاتهه اور داهنا پیر کاٹ لیا جاتا تها - چهتری اندها نهیں کیا جاتا تها" - اس سے تحقیق هوتا هے که اس زمانه تک بهی سخت اور ظالمانه سزائیں دینے کا رواج موجود تها - (۲)

---

(۱) چنتامني وتائک وید - هسٹري آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحه ۳۲۳-۵۲ -
(۲) البیروني انڈیا جلد ۲ - صفحه ۱۵۸-۶۲ -

فوجی انتظام میں کچھہ تبدیلی پیدا ہو رہی تھی - مستقل فوج رکھنے کا رواج کم ہوتا جاتا تھا - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑھتا جاتا تھا - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تھے - پچھلے زمانہ کے تامب پتروں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی سینا پتی ' ہاتھی ' گھوڑوں ' اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیرہ رہتے تھے - (۱)

باہمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تھا - سندھہ تو آتھویں صدی ہی میں مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا - اور گیارھویں صدی تک پنجاب بھی لاہور تک اُن کے ہاتھہ میں جا چکا تھا - بارھویں صدی کے آخر تک دلی ' اجمیر ' قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری ہو گئی اور کچھہ عرصہ بعد ممالک متحدہ ' بنگال ' دکن ' وغیرہ صوبوں پر بھی اسلامی اقتدار قائم ہو گیا - اور رفتہ رفتہ بیشتر ہندو ریاستیں تباہ ہو گئیں -

مالی حالت

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہندوستان نے محض روحانیت میں درجہ کمال نہ حاصل کیا تھا ' دنیاوی

(۱) سی وی وید - ہسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۳ - صفحہ ۴۷۰ -

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں ہم اس زمانہ کي مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاہتے ہیں -

زراعت اور آبپاشي کا انتظام

ہندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں تقریباً سبھي قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ہوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے ہر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں ' تالابوں اور کنووں کے ذریعہ سے سچائی ہوتی تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا ہے جس کا نام 'سُویہ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آ گیا تو وہاں کے راجہ اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویہ نے جھیلم کے کنارے بڑے بڑے باندھہ بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا ہی نہیں ' اُس نے ہر ایک گانوں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنہ کیا کہ کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ہے - اِسی معائنہ کے مطابق ہر ایک گانوں کو مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ہے کہ سُویہ نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا ہے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ ہوا کہ مزروعہ میں بہت اضافہ ہو گیا اور ایک کھاري

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک ہو گئی - صوبہ تامل میں ندیوں کو مہانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل چول کے راجہ کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندھ بنوایا تھا - راجندر (۳۵-۱۰۱۸ع) نے اپنے نئے دارالخلافہ کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوانے کا رواج بھی کافی تھا - چندرگپت موریا کے زمانہ میں گرنار کے نیچے ایک وسیع تال بنوایا تھا جس میں سے بعد کو اشوک نے نہریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بھی ہوتی رہتی تھی (۱) - بہتیرے راجے جگہ جگہ اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تھے جن سے سنچائی بہت اچھی طرح ہو سکتی تھی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی ہے - پرمار راجہ بھوج نے بھوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بنوایا تھا جو دنیا کی مصنوعی جھیلوں میں سب سے بڑا تھا - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بیلا وغیرہ تالاب بھی سابق کے راجاؤں ہی نے بنوائے تھے - کنووں سے مختلف طریقوں پر سنچائی ہوتی تھی جو آج بھی رائج ہے - آریوں کے ساتھہ یہہ رواج لنکا

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی هندوز صفحہ ۱۰۳-۴ -

میں بھي داخل ہوا - پراکرم باہو (۱۱۵۰ء) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائي - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کي ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتي شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ہندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ہندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونچی تجارتي اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھانی باتاپی (ضلع بیجاپور میں) بین‌الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتي مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کي طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ہند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق‌دار نہ تھا - اُجین شمالی ہند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ہندوز صفحہ ۱۰۳-۴ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں هندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاٹلی پتر یا پٹنه تو زمانه قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھنیز نے تفصیل کے ساتھه کیا هے - اس کے بیان کے مطابق پٹنه میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبه ساڑھے اکیس میل تھا - آرےلین کے زمانه میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علی هذا اور بھی کتنے هی بڑے بڑے شہر هندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

هندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے هوتی تھی - بڑے بڑے بیڑے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، فنیشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھه هندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زمانه ما بعد کی بات هے - هرش نے هیونسانگ کو بحری راسته سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی روائتوں سے پانچ هزار هندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پته چلتا هے - اِتسنگ واپسی کے وقت سمندری راسته هی سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی هندوز صفحه ۶۰-۶۵ -

میں اهل هند مشاق تھے - اور زمانه قدیم سے اِسے جانتے تھے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق هندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو هزار برس قبل بھی جہاز راني سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکي راستے

خشکی راسته سے بھی تجارت بہت زیاده هوتی تھی - تجارتی آساني کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تھیں - جنگی نقطه نگاه سے بھی یهه سڑکیں کچھه کم اهم نه تھیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۹۰۰ میل کی تھی - یهه راس کماری تک جاتی تھي جسے چوڑدیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ع) بنوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اهمیت تھی - همارے زمانه مخصوص سے بہت پہلے موریه راجاؤں کے زمانه میں پاٹلی‌پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولي سڑکیں تو هر چہار طرف تھیں - (۲) خشکي راسته سے صرف اندرونی تجارت نه هوتی تھی ' خارجي تجارت بھي هوتي تھی - رائز ڈیوڈز نے لکھا ھے اندرونی اور بیرونی ' دونوں قسم کی تجارت دونوں راسته سے هوتی تھی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافله کا ذکر پایا جاتا ھے - خشکی راسته سے چین ' بابل ' عرب ' فارس وغیره ملکوں

---

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سپیریارٹي صفحه ۳۶۴ -

(۲) رتے کمار سرکار کي کتاب متذکرہ بالا - صفحه ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھ ہندوستان کی تجارت ہوتی تھی - (۱) انسائکلو پیڈیا برٹنیکا میں لکھا ہے کہ یوروپ کے ساتھ ہندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے ہوتا تھا -

۱ — ہندوستان سے پل مائرا نام کے شہر سے روم ہوتا ہوا شام کی طرف -

۲ — ہمالیہ کو پار کر کے آکسس ہوتے ہوئے بحر کاسپین اور وہاں سے وسط یوروپ - (۲)

ہندوستانی تجارت

ہندوستان سے زیادہ‌تر ریشم، چھینٹ، ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے، اور ہیرا، موتی، مسالے، مور کا پر، ہاتھی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے ہندوستانی ململ نکلی ہے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث ہندوستان اتنا فارغ‌البال ہو گیا تھا - پلینی نے لکھا ہے کہ روم سے سالانہ نو لاکھ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) ہندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھ روپیہ ہندوستان میں کھنچے چلے جاتے تھے - (۴)

---

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ع -
(۲) انسائکلو پیڈیا برٹینکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -
(۳) پلینی - نیچرل ہسٹری -
(۴) انسائکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۶۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار، کاشی، اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ہیں اُن کی تجارتی وقعت کچھہ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفت

فی زمانانا ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے، لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقی کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ، چھینٹ، شال، دوشالے، وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نیل کی کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارھویں صدی تک قائم تھی - یہانتک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوھا اور دیگر معدنیات

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھی - کچے لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اهل هند کو زمانہ قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحے قدیم سے بنتے چلے آتے تھے - لوهے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تھی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی فینیشیا بھیجا جاتا تھا - ڈاکٹر رائے نے لکھا ہے ”دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی هے، لیکن فارس نے هندوستانیوں سے هی یہہ فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا“ - (۱)

هندوستان کے کمال آهنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آهنی ستون هے - اتنا بڑا ستون آج بھی یوروپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نہیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے ڈیڑهہ هزار سال گزر گئے هیں، پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانہ مقابلہ کر رها هے، یہاں تک کہ اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دھار کا 'جے استمبھہ' (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز هے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا هے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی مانڈو سے ملا هوا هے - اُس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوهے کی صنعت کا ذکر کرتے هوے مسز میننگ نے لکھا هے کہ آج

---

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا - (ا) لوھے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ہوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ہوتا تھا - بھانت بھانت کے جواھرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے - بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ھیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ھیں - اُن میں کئی ورق پنے اور ھیرے کے بنے ہوے ھیں اور پچی‌کاری کے طریقہ سے لگے ہوے ھیں - جواھرات اور قیمتی پتھر کی بنی ہوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ھیں - اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائی گئی ھے - پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ہوا ایک چھوتے منھہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ھے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ہوئی ھے - سونے کی بنی ہوئی کئی مورتیں اب تک موجود ھیں - پیتل یا ھشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ھی مندروں میں موجود ھیں - اس سے یہہ ثابت ہوتا ھے کہ ھندوستان میں کھان سے دھات نکالنے اور انھیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

---

(ا) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا - جلد ۲ - صفحہ ۳۶۵ -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دھاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلینی نے هندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ھے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - ھاتھی دانت اور سنکھہ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بھی ھوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - استیورنس نے لکھا ھے کہ هندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے ھیں کہ اهل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر ھو جاتے ھیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے هر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہہ پنچائت ھی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں اِن کے قائم مقام بھی رھتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - آئین بھی ان جماعتوں

---

(۱) استیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲۱۲ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اہل حرفہ یا دستکاروں هي کي نه هوتی تھیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بھی بنی هوئي تھیں - گوتم' منو اور برهسپتی (سنه ۱۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچائت کا ذکر موجود ھے - گڈیریوں کی پنچائتوں کا حواله کتبوں میں پایا جاتا ھے - راجندر چول (گیارھویں صدی) کے زمانه میں جنوبی هند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کي پنچائت کو ۹۰ بھیڑیں اس غرض سے دی گئی تھیں که وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانه گھی دیا کرے - ایک کتبه سے معلوم هوتا ھے که وکرم چول کے زمانه میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تھي - پنچائتوں کا یہه طریقه زمانه قدیم سے چلا آتا تھا - بودھه تذکروں میں بڑي بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے هیں - گپت زمانه میں اهل حرفه کی بہت سی پنچائتیں موجود تھیں - ۴۶۵ ع میں تیلیوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تھا - اسی طرح کول' گندھی' دھانک وغیرہ پیشہوروں کی پنچائتیں بھی قائم تھیں - یہه پنچائتیں بینکوں کا کام بھی کرتی تھیں - هندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انہیں پنچائتوں کے ذریعه هوتی تھی - (۱)

---

(۱) دي پولیٹیکل انسٹي ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي هندوز - صفحه ۴۰-۵۰ -

سکے

سکوں کا کچھہ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا - پہلے هندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا - دوکاندار بھی تبادلہ هی سے خرید فروخت کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے اکثر اهل‌کاروں کو مشاهرہ بھی غلہ هی کی صورت میں دیا جاتا تھا - سرکار بھی لگان غلہ هی کی صورت میں لیتی تھی - اس انتظام کے باعث هندوستان میں سکے بہت کم بنتے تھے - سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی - هر ایک راجہ اپنے اپنے نام کا سکہ بنواتا تھا - سکے بیشتر سونے، چاندی یا تانبے کے هوتے تھے - زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا - لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ هوتا تھا - صرف ان کا وزن معین هوتا تھا - هاں، ان پر آدمی، جانور، پرند، سورج، چاند، دهنش، تیر، مینار، بودهی درخت، منگل، بجر، ندی، پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے هوتے تھے - یہہ تحقیق نہیں هے کہ یہہ سکے سرکار کی طرف سے بنتے تھے یا تاجروں یا پنچایتوں کی طرف سے -

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے هیں جو مالو قوم کے هیں - ان کے بعد یونان، شک، کشن اور چھترپوں کے سکے ملتے هیں - یہہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش هیں - ان کے سکے سونے، چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھترپوں کی نقل کی - ایک طرف چھترپوں ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ھنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاوار ' مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پیچھے سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - ساتویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش ' گوہل بنسی ' پرہار بنسی ' تور بنسی ' ناگ بنسی ' (نرور کے) کاھڑوالوں ' راشٹر کوٹوں ' (دکن کے) سولنکیوں ' جادوؤں ' چوہانوں (اجمیر اور سانبھر کے) ' اُدبھانڈپور (اوھند) ' وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمیر کے چوہان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج ہندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انھوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

ہندوستان کی مالی حالت

ہندوستان اپنی زراعت، تجارت، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں، سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برامد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں ہیرے، نیلم، موتی اور پنا کی کھانیں تھیں - مشہور کوہنور ہیرا بھی اس زمانہ میں ہندوستان میں تھا - پلینی نے ہندوستان کو ہیرے، موتی اور دیگر جواہرات کا مخزن کہا ہے - واقعہ یہی ہے کہ ہندوستان ہیرے، موتی، مونگے، لال، اور متعدد قسم کے دیگر جواہرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

به افراط هوتا تها - لوها ' تانبا اور سیسه به کثرت نکلتا تها - چاندي زیادہ تر دوسرے ملکوں سے آتی تهی اس لئے مہنگی هوتی تهي - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آٹھ‌گنی هوتی تهي جو همارے زمانه کے آخر تک سوله گنی هو گئی تهي -

ملک کی یهه خوشحالی همارے زمانه کے آخری حصه تک قائم رهی - سومناتهه کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی هي جواهر نگار مورتیں تهیں - قریب هی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تهی جس کے ساتهه گهنٹے بندهے هوتے تهے - محمود غزنی اسي مندر سے ایک کرور سے زیادہ کی دولت لوٹ لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متهرا وغیرہ مقامات سے بهی وہ بے تعداد دولت لے گیا - اگر هندوستان کی معاصرانه خوشحالی کا اندازہ مقصود هو تو اس زمانه کے بنے هوے سیکڑوں عالي شان مندروں کو دیکهنا چاهئے جن کے کلس ' مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواهر نگار هیں -

صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے هیں - غار ' مندر ' ستون ' مورتی - همارے یہاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذهبی جذبات کے زیر اثر هوا هے - بودهه مینار ' چیت اور بهار وغیرہ اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے هیں - مہاتما بدھ کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے - بودھوں میں ان میناروں کا بہت احترام هونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مینار تعمیر هوے جن کی صناعی قابل دید هے - مینار بهی مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تها اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے ، اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تهے ، اور اُن کے چاروں طرف اُتنے هی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تهے - ایسے میناروں میں سانچی اور بھرهت کے مینار خاص هیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر هوئے هیں - اب تک اُن پر بودھ دهرم کے قابل پرستش نشانات ، دهرم چکر ، بودهی درخت (شجر معرفت) ، هاتهی وغیرہ ، اور بدھ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش هیں -

غار

همارے یہاں پہاڑوں کو کاٹکر دو طرح کی گپهائیں بنائی جاتی تهیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر ایک مینار هوتا تها اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع هو سکیں - ایسی گپهاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا هے - بہار بودھ سادهوؤں اور بهکشوؤں کا متهہ هوتا تها جس میں هر ایک بهکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے

ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں ہیں جن میں اجنتا ، اِلورا ، کارلی ، بھاجا ، بیڑسا وغیرہ خاص ہیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ، راجپوتانہ میں ، جھالاوار راج میں ، کولوی اور ممالک متوسط میں دھمنار ، باگھہ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - اِن میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے - زیادہ‌تر گپھائیں بودھوں کی ہیں - جین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجنتا کی بعض گپھائیں ، اور کولوی ، دھمنار اور باگھہ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہہ سب گپھائیں ہندوستانی سنگ‌تراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک سیکڑوں جینیوں ، اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برھمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں ، اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برھمنوں

کے مندروں میں بہت کچھہ یکسانیت پائی جاتی ہے ' فرق صرف اتنا ہے کہ جین مندروں میں ' ستونوں ' دیواروں اور چھتوں میں جین دھرم سے متعلق مورتیاں اور روائتیں منقوش ہیں - برہمنوں کے مندروں میں اُن کے دھرم سے متعلق اکثر جینیوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ہوتی ہیں جن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی ہیں - برہمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر ہوتے ہیں - ایسے مندروں کو پنچایتی مندر کہتے ہیں - برہمنوں کے مندروں میں خاص گربھہ گرہ ہوتا ہے جہاں مورتی نصب کی جاتی ہے - اُس کے آگے منڈپ ہوتا ہے - جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بھدی بھی ہوتی ہے - دونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پہیہ ہوتا ہے جسے آملک کہتے ہیں - آملک کے اوپر کلس رہتا ہے - کلس ہی میں جھنڈی ہوتی ہے جسے دھوج ڈنڈ کہتے ہیں -

دراوڑ طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب ہوتی ہے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ ہوتا ہے جسے بمان کہتے ہیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا ہے - دراصل اس بمان

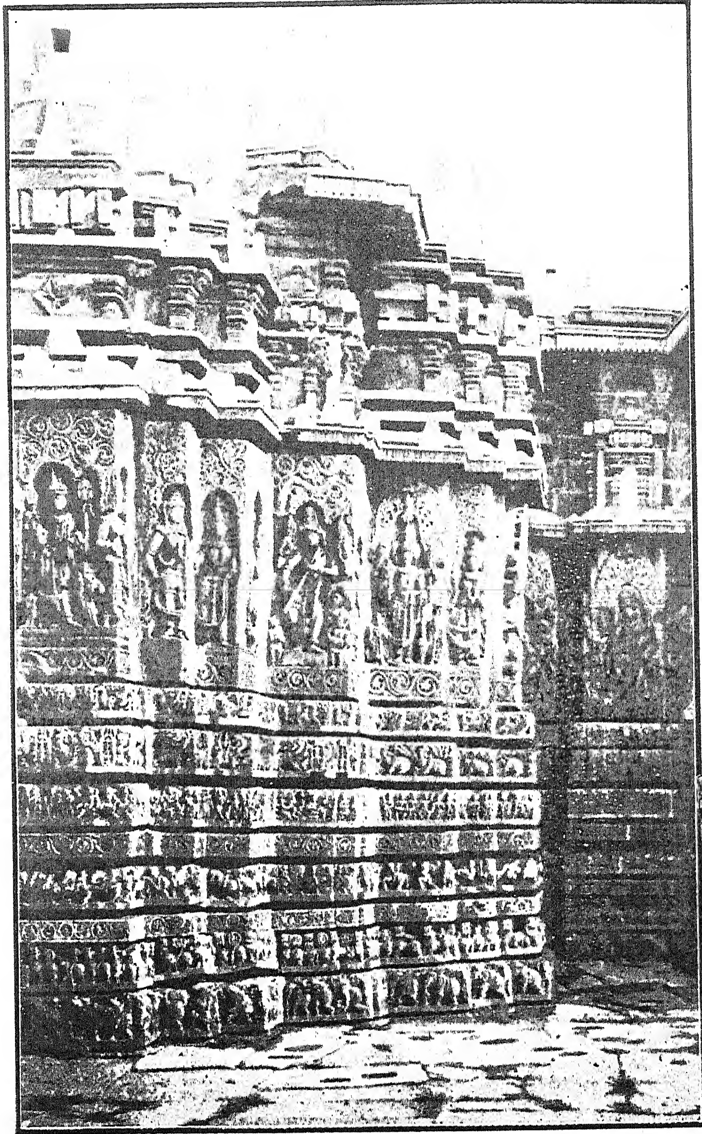
کا اوپری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کنگرے کا قائم مقام سمجھنا چاھئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا "گوپل" (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں "پشکر" بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہیں - کچھہ خفیف سی نامشابہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک، جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی، کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے کے شیو اور وشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چھجےدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود ہیں جن میں سے بعضوں کا حوالہ ذیل میں دیا جاتا ہے -

آریہ طرز کے برہمنوں کے مندر ، بھونیشور ، (اُڑیسہ میں) ، ناگدا اور باڈولی (اُدے پور راج میں) ، چتوڑ گڑھ ، گوالیر ، چندراوتی (ریاست جھالاواڑ میں) ، اوسیاں (ریاست جودھپور میں) ، چندراوتی ، برمان (سروھی راج میں) ، کھجراھو (وسط ھند میں) ، کنارک ، لنگ راج (اڑیسہ میں) ، وغیرہ مقامات میں ھیں - اِسی طرح آبو ، کھجراھو ، ناگدا ، مکت گری ، اور پالی تانا ، وغیرہ مقامات کے جین مندر بھارتی فن تعمیر کے اعلیٰ نمونے ھیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پت ضلع میں) ، کانجی ورم (کانچی) ، اِلورا ، تنجور ، بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی (بیجا پور ضلع میں) ، سری رنگم (ترچناپلی میں) ، اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ، وغیرہ مقامات میں ھیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یہہ مندر کتنے اعلیٰ پایہ کے ھیں یہہ علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاھر ھوگا -

باڈولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے ھوے کرنل ٹاڈ نے لکھا ھے : " اُس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باھر ھے ، گویا کمال کا خزانہ لٹا دیا گیا ھے - اُس کے ستون ، چھت اور کنگرہ کا ایک ایک پتھر چھوتے سے مندر کا نظارہ دکھاتا ھے - ھر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک



(۲۱) هویس لیشور کے مندر کا باهري حصه

[هلیبڈ]

صفحه ۲۱۶

ہے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا " (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : " آبو کے مندروں میں' جو سنگ مرمر کے ہیں' ہندوؤں کی چھینی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسی باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا " - (۲)

ہیلےبڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : " یہہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ہے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی " (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفسر اے اے میکڈانل کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کی قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتی - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوی نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کے علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

---

(۱) ٹاڈ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -
(۲) پکچرسک اِلسٹریشنس آف اینشنٹ آرکی تکچر ان ہندوستان -
(۳) ہسٹری آف فائن آرٹ اِن انڈیا - صفحہ ۴۲ -
(۴) انڈیاز پاسٹ - صفحہ ۸۳ -

ایمان کی طرح مستحکم هیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے هوئے هیں جن کي تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ هوئے هونگے - ایسی عمارتیں ۱۰۰ سال میں بھی تیار نہیں هو سکتیں - (۱)

ستون

دهلی ، پریاگ ، سارناتهه وغیرہ کے اشوک کے بنوائے هوے ستون هندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم هیں - یہه کوہ پیکر ستون ایک هي پتھر سے کاٹے گئے هیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت هے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم هے - فی زمانا پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم هوتا هے - ان ستونوں کے بالائي حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے هوے تھے - ایسے دو تین ٹکڑے اب تک موجود هیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رهے هیں - اشوک کے بعد بوس نگر کا مشہور ستون ، مہرولی (دهلی سے ۱۳ میل) کا مشہور آهني ستون اور دیگر تعمیرات هیں جو همارے دور مخصوص سے قبل کی هیں - همارے دور کے ستون میں دو عظیم‌الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں هیں - انھیں راجہ یشودهرمن نے اپنے فتوحات کی

---

(۱) برگ - فرشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -

یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک هی پتھر سے نہیں بنائے گئے هیں ' بلکہ کئی تکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے هیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ' بلکہ زمین دوز ہو رہے هیں - یشودھرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ہزاروں ستون یا تورن موجود هیں ' جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب هیں ' اور کچھہ مندروں هی میں لگے ہوے هیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے هی سے ہو سکتا ہے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی ہے - لیکن دست برد روزگار سے بچی ہوی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئي ' یا قندھار سے نکلی ہوئی مختلف قامتوں کی بدھہ کی مورتیاں هیں - متھرا کے کنکالی ٹیلے والی جین مورتیں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم هیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی هیں - هندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح ہے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا ہے کہ "راجہ اینتی آکلیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رہنے والے دیہ (Dion) کے بیٹے

هیلیوڈور (Heliodoros) نے جو بھاگوت (ویشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ "گروڑ دھوج" بنوایا - اشومیدھہ یگیہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سربتات نے نارایں بٹ نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بنوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھہ عیسی کی پہلی صدی میں شروع ہوا، لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسیٰ سے قبل کی ہیں - اِسی طرح عیسوی سنہ کی چھٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی ہیں جن کا ہمارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہمارے دور کی بھی ہزاروں هندو اور جین دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ، لکھنؤ، پیشاور، اجمیر، مدراس، بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں، نیز مندروں میں موجود ہیں - یوں ہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بھی ملتی ہیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ یقینی امر ہے کہ عیسوی سنہ کی بارھویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع ہوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اُتنی پیچھے نہ بن سکیں -

هندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ ہوگا -

مسٹر هیول نے لکھا ہے : "کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ھے ' بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ھے کہ اس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ھے - اس اعتبار سے دیکھا جاے تو هندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ھے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ھے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ھے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ھو - یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ھے - هندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ھے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ھے " (۱) -

مسٹر گریفتھہ کا قول ھے : " غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ھو " (۲)

پروفیسر هیرن لکھتے هیں : " مربع ستونوں کی نقاشی ' اور نسوانی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں هندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ھے (۳) - هیول صاحب فرماتے هیں : " هندوستانی طرز کی مورتوں میں جو عمق ' جو

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱٦۹ -

(۲) دي پینٹنگس ان دي بدھسٹ کیو ٹمپاس آف اجنٹا -

(۳) هر بلاس شاردا - هندو سوپیریارٹي - صفحہ ۳۲۳ -

معنویت اور جو قوت اظہار ہے وہ یونان کے مجسموں میں نہیں نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

ہمارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی ہو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود ہیں - ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ "سمرانگن سوتردھار" ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف شائع ہوئی ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں ہو چکی تھیں - اس کتاب میں شہر ' قلعہ ' وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل ' اس کی چاروں طرف خندق کھودنے ' راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات ' باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے ہیں - مگر یہاں ہم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اہم تذکرہ ہے - اُس میں مختلف قسم کے صدہا اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا ہے - ان میں سے بعض کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں : -

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۴۴ -

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور سیاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے، چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے، لڑتے اور اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ، ناف، آنکھ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہونچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جائے پر یہہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتنے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ محیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ہوائی تخت ہیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بھنگ نام کی لکڑی کا بنایا جائے، اُس میں پارے کا آلہ

رکھا جاے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُڑتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا ' یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کتنے ہی آلات کے بنانے کا علم ہے ' لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے اِمعاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ہیں -

فن تصویر

هندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضموں کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (متھہ) اور ٥ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں ، اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاستر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں ، لیکن زیادہ‌تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی ہندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک ، وشوانتر جاتک ، شد دانت جاتک رو رو جاتک ، اور مہا ھنس جاتک ، وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتیں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے ، تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھاے گئے ہیں ، باغچوں ، جنگلوں ، رتھوں ، راج درباروں ، ھاتھی ،

گھوڑے ، ہرن ، وغیرہ جانوروں ، ہنس وغیرہ پرندوں ، اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی ہوئی ہیں - ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش ہو جاتا ہے جس میں جنگلوں ، شہروں ، باغیچوں ، اور محلسراؤں میں ، راجہ ، سورما ، تپسوی ، ہر ایک درجہ و حال کے مرد ، عورت ، آسمانی فرشتے ، گندھرب ، اپسرا ، کنر ، اپنے اپنے پارٹ کھیل رہے ہوں - ایسی صدہا تصاویر میں سے ہم ایک تصریر کا ذکر اس خیال سے کرتے ہیں کہ ان میں سے محض تصاویر کا زمانہ معین کرنے میں مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ شاہ خسرو ثانی کے سنہ جلوس ۳۲ (مطابق سنہ ۶۲۶ ع) میں اُس کا سفیر راجہ پُل‌کیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پل‌کیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا - اُس وقت کے دربار کا منظر گپھا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا ہے - راجہ پل‌کیسی گدی سے آراستہ سنگھاسن پر بیضاوی تکئے کے سہارے بیٹھا ہوا ہے ، گرد پیش چنور اور پنکھا جھلنے والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے ہیں - راجہ کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے ہوے ہیں - قیاساً یہہ لوگ ولی عہد ، یا راجہ کے بھائی اور مشیران خاص ہونگے - راجہ اپنا داھنا ہاتھہ اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھہ کہہ رہا ہے - راجہ کے سر پر مکٹ (تاج) ، گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور هیروں کی ایک لڑی کنٹھی اور اس کے نیچے خوبصورت جڑاؤ کنٹھا ھے - دونوں هاتھوں میں بازو بند اور کڑے هیں ' انار کی جگہ پچ لڑی موتیوں کی مالا ھے جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتي هیں - کمر میں جواھرنگار کمربند ھے - پوشاک میں نصف ران تک کچھنی ھے ' باقی سارا جسم برهنه ھے - دکھنی لوگ جیسے ڈوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے هیں اسی طرح ایک ڈوپٹہ کندھے سے هٹ کر پیچھے کے تکیہ پر پڑا هوا ھے ' اور اس کے دونوں سمٹے هوئے کنارے گدي کے آگے پڑے هوئے نظر آتے هیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور رنگ گورا ھے - (چہرہ کا چونا اُکھڑ گیا ھے ' اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے هندوستانی مرد هیں ان کے جسم پر وهي آدھی ران تک کچھني کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نہ کسی کے ڈاڑھی یا مونچھہ ھے - کمر سے لگاکر آدھی ران یا اس سے کچھہ نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا هوا ھے ' اور بعض کے سینے پر کپڑے کي پٹی بندھی هوئی ھے - باقی سارا جسم کھلا هوا ھے - یہاں کي قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے اکثر کھلے هوئے نظر آتے هیں ' یا اس پر ایک پٹی بندھی هوتی ھے - یہہ پرانا رواج ھے - شری مد بھاگوت میں بھی اس کا ذکر آیا ھے (۱) - ایرانی سفیر راجہ کے مقابل

(1) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशांदुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिव्यो दुमलें व्रजस्त्रियो विस्रस्त मालाभरणाः कुरूद्वह ॥

کهڑا اس کی طرف ٹکٹکی لگائے موتیوں کی کئی لڑیں یا کئی لڑیوں کی مالا هاتهہ میں لئے اُسے نذر کر رہا ھے - راجہ اس سے کچھہ کہہ رہا ھے - سفیر کے پیچھے دوسرا ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کهڑا ھے ' جس کے پیچھے ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بهری هوئی کشتی لئے هوئے ھے - اُس کے پیچھے چوتها ایرانی پیٹهہ پهیر کر ایک دوسرے ایرانی کی طرف دیکهہ رہا ھے جو باهر سے کوئی چیز هاتهہ میں لئے دروازے میں آ رہا ھے - اس کے پاس ایک ایرانی سپاهی کمر میں تلوار لگائے کهڑا ھے ' اور دروازے کے باهر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گهوڑے کهڑے هیں - ایرانیوں اور هندوستانیوں کی پوشاک میں زمین اور آسمان کا فرق ھے ' هندوستانیوں کا قریب قریب سارا جسم برهنہ ھے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈهکا هوا ھے - ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی ھے ' کمر تک انگرکها ' چست پاجامہ ' اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بهی هیں - ڈاڑهی موچهہ سب کے تهے - ایرانی ایلچی کے گلے میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی ' پاندار کنٹهی ' کانوں میں موتیوں کے آویزے ' اور کمر میں مرصع کمربند ھے - دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں ھے - دربار میں فرش پر پهول بکهرے هوئے هیں - راجہ کے سنگهاسن کے آگے اُگالدان پڑا هوا ھے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ ظروف سرپوشوں سے ڈهکے رکهے هوئے هیں (۱) - قیاساً یہہ

(۱) دی پینٹنگس آف اجنٹا - جان گریفتهہ - پلیٹ نمبر ۵ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ھی بنی ہوگی -

اجنتا کی تصویریں کامل‌الفن استادوں کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ھیں - ان میں اعضا کا تناسب' خط و خال' انداز و ادا' وضع و قطع' زلف و کاکل' رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ھے - علی ھذا چرند و پرند' گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ھیں - کئی تصویریں جذبہ‌نگاری میں بے مثل ھیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوئی ھے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ھے - تصاویر سے عمیق مشاھدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ھے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ھے - مسٹر گریفتھ نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوے لکھا ھے "رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاھے خاکہ اچھا کھینچ سکیں' وینس کے مصور چاھے رنگ اچھا بھر سکیں' لیکن جذبہ‌نگاری میں اُن میں سے ایک بھی اِس کا ھمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ھے :—

رانی کا سر جھکا ہوا ھے' آنکھیں نیم باز ھیں' اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی ہوئی ہے اُس کی ایک کنیز ہلکے ہاتھوں سے اُسے سنبھالے ہوے کھڑی ہے ' اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا ہاتھہ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھہ رہی ہو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ میری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے ہوے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھہ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اُداس ہیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر غم میں ڈوبے ہوے ہیں - ایک عورت ہاتھہ سے اپنا منھہ ڈھانپے زار و قطار رو رہی ہے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماہروں پر اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع ہو چکی ہیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھہ روایتیں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرھت وغیرہ کے میناروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور قندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھہ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو قیاساً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوں‌گی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں ' اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن تائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلیٰ پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے ' مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لاثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - محض اتنا ہی نہیں ' اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھہ عرصہ ہوا ستّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوتا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھہ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے ٹی اے '

گوپی ناتھہ راؤ نے دیکھا - قیاس کیا جاتا هے که یهه تصویریں پَلّو فرمانروا مہندر ورما اول کے زمانه میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں گی - اس مندر کی اندرونی چھتوں ، ستونوں اور دیواروں پر یهه تصویریں بنی ہوئی ہیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چھت کو گھیرے ہوے هے - اس تصویر میں ایک تالاب ، خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا هے - پھولوں کے بیچ میں مچھلیاں ، هنس ، بھینسے ، هاتھی اور تین سادھو هاتھہ میں کنول لئے دکھائی دیتے ہیں - اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب ، اُن کا رنگ اور حسن دیکھہ کر منھہ سے بے اختیار داد نکل جاتی هے - ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں - اس مندر میں اردھه ناریشور ، گندھربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی ہیں - اردھه ناریشور جٹا ، مکٹ اور کنڈل پہنے ہوے ہیں - ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا هے تاهم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھه پہاڑی پر ایک گپھا هے - اُسے جوگی مارا کہتے ہیں - اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں -

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وهی ہمارے دور یا اس سے کچھه قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے ھیں - تعجب تو یہہ ھے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ کے ھاتھوں سے محفوظ رھیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود ھیں - انھیں سے ھمارے فن تصویر کی ترقی کا کچھہ اندازہ کیا جا سکتا ھے -

هندوستانی فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھہ صدیوں تک ھندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا ھوا ھے - اِس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چینی ترکستان کے صوبہ ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں ملی ھیں ان پر ھندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا ھے - وہ چوتھی صدی سے گیارھویں صدی تک کی قیاس کی جا سکتی ھیں - جیسے لنکا میں ھندوستانی تہذیب پھیلی ھوئی تھی اُسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک ھندوستانی تہذیب کا اقتدار تھا - اور ھندوستان کے مختلف علوم و فنوں کی وھاں اشاعت ھو گئی تھی -

هندوستانی فن تصویر کی خصوصیت

ھندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا ھیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن ھے ھندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - ھمارے اھل کمال حسن

ظاہر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات کا اظہار کرنا ہی اپنے فن کا معراج سمجھتے ہیں - ظاہر میں جو حقیقت مستور ہے اس کو عیاں کر دینا؛ اُس کا پردہ کھول دینا ہمارے مصوروں کا اصلی نصب‌العین ہے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' ہیول نے لکھا ہے "یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم ہوتی ہیں ' کیونکہ اہل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا تھے - ہندوستانی فن تصریر حقیقی کیفیات اور ملکوتی جذبات کی ترجماں ہے" (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا کے قدیم طرز کی طرف جھکا ہوا ہے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم ہندوستان ہر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے ہیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی بینا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل ہوتے

---

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام ملتے ھیں، جیسے بینا، کانڈ بینا، (۱) اور کرکری (۲)، وغیرہ - جھانجھہ کو آگھاتی (۳) یا آگھات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ھوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ھوے باجے آڈمبر (۵)، دندبھی (۶)، بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ھے کہ ھندوستانی مردنگ وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ھے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ھونا ممکن ھے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ھو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھي مانی گئی ھے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاھر کرتا ھے کہ اُس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

---

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲

(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴

(۵) باجسنيئي سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتریہ سنگھتا ۵-۹-۳-۷ -

زمانہ قدیم میں ہندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم دلواتے تھے - پانڈووں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رہنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے بریہن نلا کے بھیس میں راجہ وراٹ کی لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی - پانڈو خاندان کے راجہ جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھہ راین وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں محو رہتا تھا - وہ اپنی بینا کی خوش الحانی سے ہاتھیوں تو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا - ایک بار وہ اجین کے راجہ چنڈ مہا سین (پردیوت) کے ہاتھ میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا - چونکہ وہ فن نغمہ میں ماہر تھا راجہ چنڈ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا - ان دو مثالوں سے یہہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے راجے گانے کے شائق ہوتے تھے اور اِس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھہ کر ان کی قدر کرتے تھے - راجہ کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بھی ماہر تھا - گپت خاندان کا راجہ سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی ہے اُس میں اپنے کو فن نغمہ میں تمبرو اور نارد سے بڑھہ کر رکھا ہے یہاں تک کہ اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش ہے اُس میں وہ ایک باجا

بجا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاونتوں کو ایران بھیجنا ' جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راج‌شری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولي میں رانی نے " پریہ درشکا ' کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں ' ناچنے والوں ' حمد کی گیت گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئي - فن موسیقی کي کتابوں اور اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر راے زنی کرتے ہوے سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے " نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں ' پھر عرب

---

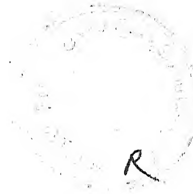
(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰-

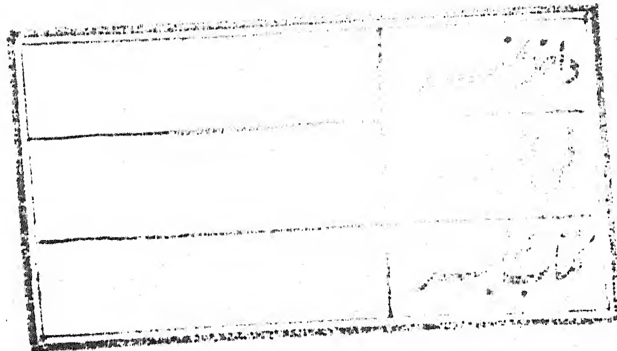
میں اور وہاں سے گائڈو ڈی اریزو (Guido d ' Arezzo) نے عیسوی کی گیارھویں صدی میں یوروپ میں اُسے رائج کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی رائے ہے - ایفی‌ولسن لکھتی ہیں "ہندوؤں کو اس امر کا غرور ہونا چاہئے کہ ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم ہیں" - (۲)

---

(۱) ولیم ہنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۲۳-

(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.





انڈکس

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

238
19
257